حدائقِ بخشش کامل
اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی کا نعتیہ کلام
کامیاب دار التبلیغ ۳۸ اردو بازار۔ لاہور

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

حضور پُر نور اعلیٰحضرت مُجدّدِ دین و ملّت

مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی

قدس سرہٗ کے نعتیہ کلام، کا

حِصّہ اوّل

# حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

باھتمام

کامیاب دار التبلیغ = ۳۸۔ اُردو بازار۔ لاہور

# ذریعہ قادریہ

۱۳۰۵ھ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ سید العالمین وآلہ واصحابہ وحزبہ اجمعین ۵

## وصل اوّل در نعت اکرم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خواں، زمیں خواں، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اَب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

خوار و بیمار خطا وار و گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

کس کا منہ تکئے کہاں جائیے کس سے کہئے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابۂ ناب
کون لا دے مجھے تلوؤں کا غسالہ تیرا

دور کیا جائیے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

تیرے صدقے مجھے ایک بوند بہت ہے تیری
جسدن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اسکو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

# وصلِ دوم در منقبت آقائے اکرم

## حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

قسمیں[1] دیدے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

مصطفےٰ کے تنِ بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مری جاں جلوۂ زیبا تیرا

ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق مرے دولھا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

نبوی مینہ علوی فصل بتولی گلشن
حسنی پھول حسینی ہے مہکنا تیرا

نبوی ظل علوی برج بتولی منزل
حسنی چاند حسینی ہے اُجالا تیرا

نبوی خور علوی کوہ بتولی معدن
حسنی لعل حسینی ہے تجلا تیرا

بحر[2] و بر شہر و قری سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعوےٰ تیرا

---

[1] سیدنا فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہ مرا میفرمایند یا عبد القادر بحقی علیک کل و بحقی علیک اشرب الخ ۱۲ منہ

[2] حضرۃ شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اوائل مر اصحاب را می فرمود کہ اولیاء عراق مرا تسلیم کردہ اند بعد از مدتے فرمود کہ این زمان جمیع زمین شرق و غرب و بر و بحر و سہل و جبل مرا تسلیم کردہ اند و ہیچ ولی از اولیا نماند در آن وقت مگر آنکہ بشیخ آمد تسلیم کرد او را یہ قطبیت ۱۲ تحفہ قادریہ

حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں / آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر / آنکھیں اے ابرِ کرم تکتی ہیں رستا تیرا

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول / آبرس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

آب آمد وہ کہے اور میں تیمم برخاست / مشت خاک اپنی ہو اور نور کا اہلا تیرا

جان تو جاتے ہی جائیگی قیامت یہ ہے / کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا تیرا

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت / میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے / حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد / ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے / آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردا تیرا

بد سہی، چور سہی مجرم و ناکارہ سہی / اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوہیں / کہ وہی نا وہ رضا بندۂ رسوا تیرا

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید[1] تو نہ ہو / سید[2] جید ہر دہر ہے مولا تیرا

فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظم رفیع

چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرا تیرا

---

[1] اشارہ بقولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لم یکن مریدی جیداً فانا جید

[2] علی وزان قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ والمعنی اطلاق التفضیل الا من خص بدلیل کما حققنا فی المجیز المعظم شرح مدحیتنا الاکسیر الاعظم ۱۲

## وصل سوم

# در حسن مفاخرت از سرکار قادریت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا　　تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

سورج[1] اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے　　افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

مرغ[2] سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں　　ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے　　سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین[4] و حریم　　کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

تجھ[5] سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی　　قطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف　　کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار　　شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

---

[1] ترجمہ آنچہ فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شعر افلت شموس الاولین و شمسنا ابداً علی افق العلی لاتغرب ۱۲ [2] ترجمہ آنچہ رسید ہی تاج العارفین ابوالوفا قدس سرہ بسیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت کل دیك یصیح و یسکت الا دیکك فانه یصیح الی یوم القیمة ہر خروس بانگ کند و خاموش شود جز خروش شما کہ تا قیامت در بانگ است۔ ۱۲

[3] ترجمہ ارشاد حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متادب معه الی یوم القیمه۔ ۱۲ [4] یعنی حضرۃ ابوعمرو عثمان صریفینی و ابو محمد عبدالحق حریمی کہ ہر دو از اولیائے معاصرین حضور سیدنا بودہ اند رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم ۱۲ [5] زد آں بے خرد آنکہ ہمہ اقطاب را با سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مساوی المرتبہ دانند و ایں دو شعر ترجمہ آں اشعار است کہ از حضور سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل می کنند کما ذکرنا فی المجد المعظم واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

شجرِ سروِ سہی - کس کے اُوگائے تیرے  
معرفت پھول سہی - کس کا کھلایا تیرا

تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار  
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

ڈالیاں جھومتی ہیں رقص خوشی جوش پہ ہے  
بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

گیت کلیوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی چہک  
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانا تیرا

صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری  
شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا

کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز  
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

نہیں کس چاند کی منزل میں ترا جلوۂ نور  
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اُجالا تیرا

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدّام  
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

مزرعِ چشت و بخارا[1] و عراق[2] و اجمیر  
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اور محبوب[3] ہیں - ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں  
یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں  
تنگ ہو کر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے  
کشفِ[4] ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

---

[1] حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز بخاری است ۱۲

[2] حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہٗ از اولیائے عراق است سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ او را فرمودانت آخر المشہودین بالعراق ۱۲

[3] ردّ جلاہلانیکہ ہمہ محبوبان راہمسر حضرۃ سیدنا دانند رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

[4] یقول کانھم لکمال الدھش ذھبت اذھانھم الی قولہ تعالیٰ یوم یکشف عن ساقٍ مع انّہٗ لم یکن الا جلوۃ العبد لا تجلی المعبود کما تسجد اھل الجنۃ حین یرون نور رداء عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند تحولہ من بیت الی بیت زعما منھم انہ قد تجلی ربھم تبارک وتعالیٰ کما ورد فی الحدیث ۱۲

تاج فرقِ عرفا کس کے قدم کو کہیئے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

سُکر کے جوش میں جو ہیں وُہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشّے والوں نے بھلا سُکر نکالا تیرا

وُہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حضیض
اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارا تیرا

دل اعدا کو رضاؔ تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

## وَصل چہارم

# در منافحت اعدا و استعانت از آقا

## رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

بادلوں سے کہیں رکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اٹھتا ہے جو تیغا تیرا

عکس کا دیکھ کے منہ اور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

کوہ سر مکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں بھول کے اوچھا تیرا

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

سمِ[۱] قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
منکرِ فضل حضور آہ یہ لکھا تیرا

میرے[۲] سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی آہ کلیجا تیرا

---

ابن زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکرِ بے باک یہ زہرا تیرا

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرتی
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمّا تیرا

سگِ[۳] در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بندِ بدن اے روبۂ دنیا تیرا

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر[۴] پہ ہے قبضہ تیرا

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا

جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزدِ رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

نزع میں گور میں میزان پہ سرِ پل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلےٰ تیرا

---

۱؎ قال مولانا و سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکذیبکم سم قاتل لاذیانکم وسبب لذہاب دنیاکم واخراکم ۱۲

۲؎ قال سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا سیاف انا قتال انا سلاب الاحوال ۱۲

۳؎ اشارا بقصہ صنعائی ۱۲

۴؎ ثبوت روشن این معنی در رسالہ مصنف فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت بریلی باید دید)

دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلّا تیرا

بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے
کہ فلک وار[1] مریدوں پہ ہے سایا تیرا

اے رضا چیست غم از جملہ جہاں دشمن تست
کردہ ام مامن خود قبلۂ حاجاتے تیرا

---

ہم[2] خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جدّ اعلےٰ ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیّد عالم
اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمیں سے
سُن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

اُس نے لقب خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدر کرّار کہ مولےٰ ہے ہمارا

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفوں شہِ بطحا ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہِ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں کے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

---

غم ہو گئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا

بگڑا جاتا ہے کھیل میرا
آقا آقا سنوار آقا

---

[1] ان یدی علی مریدی کالسماء علی الارض قال سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[2] در رد مبتدی کہ بعض علمائے کرام را نسبت بہ پیر خود گفتہ بود چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۱۲

منجدھار پہ آکے ناؤ ٹوٹی دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا
ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری لِلّٰہ یہ بوجھ اتار آقا
ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ بھاری ہے ترا وقار آقا
مجبور ہیں ہم کو فکر کیا ہے تم کو تو ہے اختیار آقا
میں دور ہوں تم تو ہو مرے پاس سن لو میری پکار آقا
مجھ سا کوئی غم زدہ نہ ہوگا تم سا نہیں غمگسار آقا
گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی ڈوبا، ڈوبا، اُتار آقا
تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے میں وہ کہ بدی کو عار آقا
پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا دے دے ایسی بہار آقا
جس کی مرضی خدا نہ ٹالے میرا ہے وہ نامدار آقا
ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ میرا ہے وہ کامگار آقا
سویا کئے نابکار بندے رویا کئے زار زار آقا
کیا بھول ہے انکے ہوتے کہلائیں ق دنیا کے یہ تاجدار آقا
انکے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں ایسے ایسے ہزار آقا
بے ابر کرم کے میرے دھبّے لَا تَغْسِلُهَا الْبِحَار[1] آقا

اتنی رحمت رضاؔ پہ کر لو
لَا یَقْرُبُهُ الْبَوَار[2] آقا

---

[1] ترجمہ انھیں سمندر نہ دھوئیں ۱۲ [2] ترجمہ ہلاکت اس کے پاس نہ آئے ۱۲

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ اندازِ وحدت کا

یہی ہے اصلِ عالم مادہ ایجادِ خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

گنہ مغفور دل روشن خنک آنکھیں جگر ٹھنڈا
تعالی اللہ ماہِ طیبہ عالم تیری طلعت کا

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دورِ زلفِ والا میں
تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

صفِ ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہگارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یارب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کر کے حیرت کا

ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردشِ چشمِ شفاعت کا

بڑھیں اس درجہ موجیں کثرتِ افضالِ والا کی
کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

خمِ زلفِ نبی ساجد ہے محرابِ دو ابرو میں
کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کارانِ امت کا

مدد اے جوششِ گریہ بہادے کوہ اور صحرا
نظر آجائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

ہوئے کمخوابیِ ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی
تصور خوب باندھا آنکھوں نے استارِ تربت کا

یقیں ہے وقتِ جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے
ملے جوشِ صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

یہاں چھڑکا نمک واں مرہمِ کافور ہاتھ آیا
دلِ زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا

الٰہی منتظر ہوں وہ خرامِ ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخوابِ بصارت کا

نہ ہو آقا کو سجدہ آدمؑ و یوسفؑ کو سجدہ ہو
مگر سدِّ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

زبانِ خار کس کس درد سے ان کو سناتی ہے
تڑپنا دشتِ طیبہ میں جگر افگار فرقت کا

سرھانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے
شہِ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا

جنھیں مرقد میں تا حشر امتی کہکر پکارو گے ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

وہ چمکیں بجلیاں یارب تجلیہائے جاناں سے کہ چشم طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا

رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا کبھی تو ہاتھ آجائیگا دامن ان کی رحمت کا

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

جان دے دو وعدۂ دیدار پر نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

شاد ہے فردوس یعنی ایک دن قسمتِ خدام ہو ہی جائے گا

یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

یاد گیسو ذکر حق ہے آہ کر دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز چہچہا کہرام ہو ہی جائے گا

سائلو دامن سخی کا تھام لو کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

یاد ابرو کرکے تڑپو بلبلو ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

مفلسو ان کی گلی میں جا پڑو باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

گر یوں ہی رحمت کی تاویلیں رہیں مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا

بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو شیخ دُرد آشام ہو ہی جائے گا

غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

مٹ کہ گر یوں ہی رہا قرض حیات جان کا نیلام ہو ہی جائے گا

عاقلو! ان کی نظر سیدھی رہے بوروں کا بھی کام ہو ہی جائے گا

لہ گیسو دو ہیں اور ان کی تشبیہ لام اور لفظ آہ کے دل میں دو لام پیدا ہونے سے کلمۃ اللہ آشکارا ہوتا ہے ۱۲

اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر　　بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

اے رضاؔ ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

—

لَمْ یَأْتِ نَظِیْرُكَ فِیْ نَظَرٍ[۱]　مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی[۲]　من بے کس و طوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ[۳]　چو بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

لَكَ بَدْرٌ فِی الْوَجْهِ الْاَجْمَلْ[۴]　خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّ سَخَاكَ اَتَمْ[۵]　اے گیسوے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

۱؎ ترجمہ: حضور کا نظیر کسی کو نظر نہ آیا ۱۲

۲؎ ترجمہ: سمندر اونچا ہوا اور موجیں طغیانی پر ہیں

۳؎ اے آفتاب تو نے میری رات دیکھی - اس میں اشارہ ہے کہ میری رات آفتاب کے سامنے بھی رات ہی رہی

۴؎ ترجمہ: حضور کے لیے سب سے زیادہ خوبصورت چہرہ میں ایک چودھویں رات کا چاند ہے ۱۲

۵؎ ترجمہ، میں پیاس میں ہوں اور تیری سخاوت سب سے زیادہ کامل و تام ہے ۱۲

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
موراجیرا لرجے درک ورک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

وَا ھًا لِسُوَیْعَاتٍ ذَھَبَتْ آں عہد حضور بار گہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردادہ مدینہ کا جانا

اَلْقَلْبُ شَجٍ وَّ الْھَمُّ شُجُوْنٌ دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کا سے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

اَلرُّوْحُ فِدَاكَ فَزِدْ حَرَقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

بس خامۂ خامِ نوائے رضاؔ نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

---

نہ آسمان کو یوں سر کشیدہ ہونا تھا　　حضورِ خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا
اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا　　کنارِ خارِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا
حضور انکے خلاف ادب تھی بیتابی　　مری امید تجھے آرمیدہ ہونا تھا
نظارہ خاک مدینہ کا اور تیری آنکھ　　نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا
کنارِ خاک مدینہ میں راحتیں ملتیں　　دل حزیں تجھے اشک چکیدہ ہونا تھا

لہ ترجمہ: اے میرے قافلے اپنے قیام کی مدت زیادہ کر ۱۲ لہ ترجمہ: آہ افسوس وہ چند قلیل گھڑیاں کہ گزر گئیں ۱۲
لہ ترجمہ: دل زخمی ہے اور پریشانیاں رنگ رنگ کی ہیں ۔
لہ ترجمہ: جان تیرے قربان اپنی سوزش زیادہ کر ۔ ۱۲

پناہ دامنِ دشتِ حرم میں چین آتا
نہ صبرِ دل کو غزالِ رمیدہ ہونا تھا

یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں
عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہِ کامل کو
اسلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

لاملئن جہنم تھا وعدۂ ازلی
نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

نسیم کیوں نہ شمیم اُن کی طیبہ سے لاتی
کہ صبحِ گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

ٹپکتا رنگِ جنوں عشقِ شہ میں ہر گل سے
رگِ بہار کو نشتر رسیدہ ہونا تھا

بجا تھا عرش پہ خاکِ مزارِ پاک کو ناز
کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

گزرتے جان سے اک شور یا حبیب کے ساتھ
فغاں کو نالۂ حلق بریدہ ہونا تھا

مرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر
کوئی تو شہد شفاعت چشیدہ ہونا تھا

جو سنگِ در پہ جبیں سائیوں میں تھا مٹنا
تو میری جان شرارِ جہیدہ ہونا تھا

تری قبا کے نہ کیوں نیچے نیچے دامن ہوں
کہ خاکساروں سے یاں کب کشیدہ ہونا تھا

رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خودی سے رہیدہ ہونا تھا

---

شورِ مہِ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں ترے صدقے مے دے رمضاں آیا

اس گل کے سوا ہر پھول با گوشِ گراں آیا
دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقتِ فغاں آیا

جب بامِ تجلی پہ وہ نیّرِ جاں آیا
سر تھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا

جنت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا
اب تک کے ہر ایک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا

لہ ترجمہ: میں بے شک ضرور جہنم کو بھر دوں گا ۱۲

طیبہ کے سوا سب باغ پامالِ فنا ہوں گے
دیکھو گے چمن والو جب عہدِ خزاں آیا

سر اور وہ سنگِ در آنکھ اور وہ بزمِ نور
ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا

کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا

جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی
لو وہ قدِ بے سایہ اب سایہ کناں آیا

طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیے تو جناں والو
کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا

لے طوقِ الم سے اب آزاد ہو اے قمری
چٹھی لیے بخشش کی وہ سروِ رواں آیا

نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ برے کامو
دیکھو مرے پلّہ پر وہ اچھے میاں آیا

بدکار رضا خوش ہو بد کام بھلے ہوں گے
وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

---

## معروضہ سنہ ۱۲۹۶ھ بعد واپسی زیارتِ مطہرہ بار اوّل

خراب حال کیا دل کو پُر ملال کیا
تمہارے کوچہ سے رخصت کیا نہال کیا

نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھی
قضا نے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا

وہ دل کہ خوں شدہ ارماں تھے جس میں مل ڈالا
فغاں کہ گورِ شہیداں کو پائمال کیا

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستمگر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم
چھڑا کے سنگِ درِ پاک سر وبال کیا

چمن سے پھینک دیا آشیانۂ بلبل
اُجاڑا خانۂ بے کس بڑا کمال کیا

ترا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا
یہ کیا سمائی کہ دُور ان سے وہ جمال کیا

حضور ان کے خیالِ وطن مٹانا تھا
ہم آپ مٹ گئے اچھا فراغ بال کیا

نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی
ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا

جو دل نے مر کے جلایا تھا منتوں کا چراغ
ستم کہ عرض رہِ صرصرِ زوال کیا

مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا
یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا

تو جس کے واسطے چھوڑا آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا

ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ
یہ درد کیسا اٹھا جس نے جی نڈھال کیا

الٰہی سن لے رضاؔ جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگانِ کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

---

بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا
لمعۂ باطن ہیں گمنے جلوۂ ظاہر گیا

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا

بڑھ چلی تیری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا
تیرے صدقہ سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اسکی ہوئی
وُہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوفِ حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

رحمۃ للعلمین آفت میں ہوں کیسی کروں
میرے مولا میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتہً منہ پھر گیا

کیوں جنابِ بوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنی مرے ق
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

اللہ اللہ یہ علوِ خاصِ عبدیت رضاؔ
بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضاؔ اول گیا آخر گیا

---

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلمدان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولیٰ مرے آقا ترے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکامِ تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پر ارمان گیا

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للّٰہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

---

تابِ مراتِ سحر گردِ بیابانِ عرب
غازۂ روئے قمر دودِ چراغانِ عرب

اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب
پاک ہیں لوثِ خزاں سے گل و ریحانِ عرب

جوششِ ابر سے خونِ گلِ فردوس کرے
چھیڑ دے رگ کو اگر خارِ بیابانِ عرب

تشنۂ نہرِ جناں ہر عربی و عجمی
لبِ ہر نہرِ جناں تشنۂ نیسانِ عرب

طوقِ غم آپ ہوائے پرِ قمری سے گرے
اگر آزاد کرے سروِ خراماں عرب

مہر میزاں میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے
ڈالے ایک بوند شبِ دے میں جو بارانِ عرب

عرش سے مژدۂ بلقیس شفاعت لایا
طائرِ سدرہ نشیں مرغِ سلیمانِ عرب

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زنان
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
یوسفستاں ہے ہر ایک گوشہ کنعانِ عرب

بزمِ قدسی میں ہے یادِ لبِ جاں بخش حضور
عالمِ نور میں ہے چشمۂ حیوانِ عرب

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسروِ خیلِ ملک خادمِ سلطانِ عرب

بلبل و نیلپر و کبک بنو پروانو
مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب

حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ ہے خود حسنِ ازل طالبِ جانانِ عرب

کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسانِ عرب

---

لہ اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایسے تقابل سے ہے کہ مفید تفضیل حضور انور سید عالم ﷺ ہے ۱- وہاں حسن یہاں نام ۲- وہاں کٹنا کہ عدم قصد پر ڈال ہے - یہاں کٹانا کہ قصد و ارادہ بتاتا ہے ۳- وہاں مصر یہاں عرب کہ زمانہ جاہلیت میں اس کی سرکشی و خودسری مشہور تھی - ۴) وہاں انگشت یہاں سر ۵- وہاں زنان یہاں مردان - ۶- وہاں انگلیاں کٹیں ایکبارہ وقوع بتاتا ہے - یہاں کٹاتے ہیں کہ استمرار پر دلیل ہے ۱۲ منہ غفرلہ

پھر اٹھا ولولہ یادِ مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامنِ دل سوئے بیابانِ عرب

باغِ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب
ہائے صحرائے عرب ہائے بیابانِ عرب

میٹھی باتیں تری دینِ عجم ایمانِ عرب
نمکیں حسن ترا جانِ عجم شانِ عرب

اب تو ہے گریہ خوں گوہرِ دامانِ عرب
جس میں دو لعل تھے زہرا کے وہ تھی کانِ عرب

دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے ہو حیرانِ عرب
آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربانِ عرب

ہائے کس وقت لگی پھانس الم کی دل میں
کہ بہت دور رہے خارِ مغیلانِ عرب

فصلِ گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
پھولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستانِ عرب

صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستانِ عرب

عندلیبی پہ جھگڑتے ہیں کٹے مرتے ہیں
گل و بلبل کو لڑاتا ہے گلستانِ عرب

صدقے رحمت کے کہاں پھول کہاں خار کا کام
خود ہے دامن کشِ بلبل گلِ خندانِ عرب

شادیِ حشر ہے صدقے میں چھٹیں گے قیدی
عرش پر دھوم سے ہے دعوتِ مہمانِ عرب

چرچے ہوتے ہیں یہ کمھلائے ہوئے پھولوں میں
کیوں یہ دن دیکھتے پاتے جو بیابانِ عرب

تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسانِ عجم
تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزارانِ عرب

قیمت ۱۲ غلام ۱۲ جال ۱۲ قیدی ۱۲

ہشت خلد آئیں وہاں کسبِ لطافت کو رضاؔ
چار دن برسے جہاں ابرِ بہارانِ عرب

---

جو بنوں پر ہے بہارِ چمن آرائی دوست
خلد کا نام نہ لے بلبلِ شیدائی دوست

تھک کے بیٹھے تو درِ دل پہ تمنائی دوست
کون سے گھر کا اجالا نہیں زیبائی دوست

عرصۂ حشر کجا موقفِ محمود کجا
سازِ ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائی دوست

مہر کس منہ سے جلوہ داری جاناں کرتا
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست

مرنیوالوں کو یہاں ملتی ہے عمر جاوید
زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست

ان کو یکتا کیا اور خلق بنائی یعنے
انجمن کر کے تماشا کریں تنہائی دوست

کعبہ و عرش میں کہرام ہے ناکامی کا
آہ کس بزم میں ہے جلوۂ یکتائی دوست

حسن بے پردہ کے پردے نے مٹا رکھا ہے
ڈھونڈھنے جائیں کہاں جلوۂ ہرجائی دوست

شوق روکے نہ رکے پاؤں اٹھائے نہ اٹھے
کیسی مشکل میں ہیں اللہ تمنائی دوست

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور
سجدہ کرواتی ہی کعبہ سے جبیں سائی دوست

تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا
سارے داراؤں کی دارا ہوی دارائی دوست

طور پر کوئی کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار
سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

اَنْتَ فِیْهِمْ[1] نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیش جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

رنج اعدا کا رضا چارہ ہی کیا ہے کہ انھیں
آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

---

طوبےٰ میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعت نبی ﷺ لکھنے کو روح قدس سے ایسی شاخ

مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول
صدیق رضہ و فاروق رضہ و عثمان رضہ حیدر رضہ ہر ایک اس کی شاخ

---

[1] قال اللہ تعالیٰ وما کان لیعذبھم و انت فیھم اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم تم ان میں تشریف فرما ہو۔ ۱۲ منہ غفرلہ

شاخِ قامتِ شہ میں زلف و چشم و رخسار و لب میں
سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

اپنے ان باغوں کا صدقہ وہ رحمت کا پانی دے
جس سے نخلِ دل میں ہو پیدا پیارے تیری ولا کی شاخ

یادِ رُخ میں آہیں کرکے بن میں مَیں رویا آئی بہار
جھومیں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

ظاہر و باطن اول و آخر زیبِ فروع و زینِ اصول
باغِ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ

آلِ احمد خذ بیدی یا سیّد حمزہ کن مددی
وقتِ خزاں عمرِ رضا ہو برگِ ہدیٰ سے نہ عاری شاخ

---

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمانِ سرائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمد برائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد برائے جنابِ الٰہی
جنابِ الٰہی برائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسی عطرِ محبوبیٔ کبریا سے
عبائے محمد قبائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بہم عہد باندھے ہیں وصلِ ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر
محمد محمد خدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گِروں کا سہارا عصائے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت
یہ آنِ خدا وہ خدائے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

محمد کا دم خاص بہرِ خدا ہے
سوائے محمد برائے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت
بڑھی کس تزک سے دعائے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

رضاؔ پل سے اب وجد کرتے گذریئے
کہ ہے رَبِّ سَلِّمْ صدائے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

---

اے شافعِ اُمم شہِ ذی جاہ لے خبر
للہ لے خبر مری للہ لے خبر

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد
اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا
ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہِ غم میں پرِ کاہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں
تکتا ہے بے کسی میں تری راہ لے خبر

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

پُر خار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور
مولیٰ پڑی ہے آفت جانکاہ لے خبر

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثّرہ اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضاؔ
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

## در منقبت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر
سرِّ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

مفتی شرع بھی ہے قاضی ملت بھی ہے
علم اسرار سے ماہر بھی ہے عبدالقادر

منبع فیض بھی ہے مجمع افضال بھی ہے
مہر عرفان کا منور بھی ہے عبدالقادر

قطب ابدال بھی ہے محور ارشاد بھی ہے
مرکز دائرہ سر بھی ہے عبدالقادر

سلک عرفان کی ضیا ہے یہی درمختار
فخر اشباہ و نظائر بھی ہے عبدالقادر

اس کے فرمان ہیں سب شارحِ حکم شارع
مظہر ناہی و آمر بھی ہے عبدالقادر

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

رشک بلبل ہے رضاؔ لالہ صد داغ بھی ہے
آپ کا واصف و ذاکر بھی ہے عبدالقادر

---

گزرے جس راہ سے وہ سیدِ والا ہوکر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہوکر

رُخ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ وہ نقش کف پا ہوکر

وائے محرومیٔ قسمت کہ پھر اب کی برس
رہ گیا ہمرہِ زوّار مدینہ ہوکر

چمن طیبہ ہے کہ وہ باغ کہ مرغِ سدرہ
برسوں چہکے ہیں جہاں بلبلِ شیدا ہوکر

صرصرِ دشتِ مدینہ کا مگر آیا خیال
رشکِ گلشن جو بنا غنچۂ دل وا ہوکر

گوشِ شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں
وعدۂ چشم سے بخشائیں گے گویا ہوکر

پائے شہ پر گرے یا رب تپشِ مہر سے جب
دلِ بے تاب اڑے حشر میں پارا ہوکر

ہے یہ امید رضاؔ کو تری رحمت سے شہا
نہ ہو زندانیٔ دوزخ ترا بندہ ہوکر

---

نارِ دوزخ کو چمن کردے بہارِ عارض
ظلمتِ حشر کو دن کردے نہارِ عارض

میں تو کیا چیز ہوں خود صاحبِ قرآں کو شہا
لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض

جیسے قرآن ہے ورد اس گلِ محبوبی کا
یوں ہی قرآں کا وظیفہ ہے وقارِ عارض

گرچہ قرآں ہے نہ قرآں کی برابر لیکن
کچھ تو ہے جس پہ ہے وہ مدح نگارِ عارض

طور کیا عرش جلے دیکھ کے وہ جلوۂ گرم
آپ عارض ہو مگر آئینہ دارِ عارض

طرفہ عالم ہے وہ قرآن ادھر دیکھیں ادھر
مصحفِ پاک ہو حیرانِ بہارِ عارض

ترجمہ ہے یہ صفت کا وہ خود آئینۂ ذات
کیوں نہ مصحف سے زیادہ ہو وقارِ عارض

جلوہ فرمائیں رُخِ دل کی سیاہی مٹ جائے
صبح ہو جائے الٰہی شبِ تارِ عارض

نامِ حق پر کرے محبوب دل و جاں قربان
حق کرے عرش سے تا فرش نثارِ عارض

مشکبو زلف سے رخ چہرہ سے بالوں میں شعاع
معجزہ ہے حلبِ زلف و تتارِ عارض

حق نے بخشا ہے کرم نذرِ گدایاں ہو قبول
پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں نثارِ عارض

آہ بے مایگیِ دل کہ رضائے محتاج
لے کر اک جان چلا بہرِ نثارِ عارض

تمھارے ذرّے کے پرتو ستارہائے فلک
تمھارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک

اگرچہ چھالے ستاروں سے پڑ گئے لاکھوں
مگر تمہاری طلب میں تھکے نہ پائے فلک

سر فلک نہ کبھی تا بہ آستاں پہنچا
کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک

یہ مٹ کے انکی روش پر ہوا خود ان کی روش
کہ نقش پا ہے زمیں پر نہ صوت پائے فلک

تمھاری یاد میں گزری تھی جاگتے سب بھر
چلی نسیم ہوئے بند دیدہائے فلک

نہ جاگ اٹھیں کہیں اہل بقیع کچی نیند
چلا یہ نرم نہ نکلی صدائے پائے فلک

یہ ان کے جلوہ نے کیں گرمیاں شب اسریٰ
کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ و طلائے فلک

مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسۂ مہ لیکے شب گدائے فلک

رہا جو قانع یک نان سوختہ دن بھر
ملی حضور سے کانِ گہر جزائے فلک

تجمل شب اسریٰ ابھی سمٹ نہ چکا
کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبزہائے فلک

خطاب حق بھی ہے درباب خلق مِنْ اَجَلِكَ
اگر ادھر سے دمِ حمد ہے صدائے فلک

یہ اہل بیت کی سے چال سیکھی ہے
رواں ہے بے مددِ دست آسیائے فلک

رضاؔ یہ نعت نبی نے بلندیاں بخشیں
لقب زمینِ فلک کا ہوا سمائے فلک

---

کیا ٹھیک ہو رخ نبوی پر مثال گل
پامال جلوۂ کف پا ہے جمال گل

جنت ہے ان کے جلوہ سے جویائے رنگ و بو
اے گل ہمارے گل سے ہے گل کو سوال گل

ان کے قدم[1] سے سلعۂ غالی ہو جناں
واللہ میرے گل سے ہے جاہ و جلال گل

---

[1] حدیث میں جنت کو سلعۂ غالیہ فرمایا یعنی متاع گراں بہا ۱۲

سنتا ہوں عشق شاہ میں دل ہوگا خوں فشاں
یارب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فال گل

بلبل حرم کو چل غم فانی سے فائدہ
کبتک کہیگی ہائے وہ غنچہ وہ لال گل

غمگیں ہے شوق غازۂ خاک مدینہ میں
شبنم سے دھل سکے گی نہ گرد ملال گل

بلبل یہ کیا کہا میں کہاں فصل گل کہاں
امید رکھ کہ عام ہے جود و نوال گل

بلبل گھرا ہے ابر ولا مژدہ ہو کہ اب
گرتی ہے آشیانہ پہ برق جمال گل

یارب ہرا بھرا رہے داغ جگر کا باغ
ہر مہ مہ بہار ہو ہر سال سال گل

رنگ مژہ سے کر کے خجل یاد شاہ میں
کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ عطر جمال گل

میں یاد شہ میں روؤں عنادل کریں ہجوم
ہر اشک لالہ فام پہ ہو احتمال گل

ہیں عکس چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل

نعت حضور میں مترنم ہے عندلیب
شاخوں کے جھومنے سے عیاں وجد و حال گل

بلبل گل مدینہ ہمیشہ بہار ہے
دو دن کی ہے بہار فنا ہے مآل گل

شیخین ادھر نثار غنی و علی ادھر
غنچہ ہے بلبلوں کا یمین و شمال گل

چاہے خدا تو پائیں گے عشق نبیؐ میں خلد
نکلی ہے نامۂ دل پُرخوں میں فال گل

کر اس کی یاد جس سے ملے چین عندلیب
دیکھا نہیں کہ خار الم ہے خیال گل

دیکھا تھا خواب خار حرم عندلیب نے
کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیال گل

ان دو کا صدقہ جنکو کہا میرے پھول ہیں
کیجیئے رضا کو حشر میں خنداں مثال گل

---

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اس غنچۂ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول

شب یاد تھی کن دانتوں کی شبنم کہ دم صبح
شوخانِ بہاری کے جڑاؤ ہیں کرن پھول

دندان و لب و زلف و رخِ شہ کے فدائی
ہیں دُرِّ عدن لعل یمن مشک ختن پھول

بُو ہو کے نہاں ہو گئے تابِ رُخِ شہ میں
لو بن گئے ہیں اَب تو حسینوں کے دہن پھول

ہوں بار گنہ سے نہ خجل دوشِ عزیزاں
للہ مری نعش کر اے جانِ چمن پھول

دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا
اتنا بھی مہ نو پہ نہ اے چرخ کہن پھول

دل کھول کے خوں رولے غمِ عارضِ شہ میں
نکلے تو کہیں حسرتِ خوں نابہ شدن پھول

کیا غازہ مَلا گردِ مدینہ کا جو ہے آج
نکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول

گرمی یہ قیامت ہے کہ کانٹے ہیں زباں پر
بلبل کو بھی اے ساقیِ صہبا و لبن پھول

ہے کون کہ گریہ کرے یا فاتحہ کو آئے
بیکس کے اُٹھائے تری رحمت کے بھرن پھول

دل غم تجھے گھیرے ہیں خدا تجھ کو وہ چمکائے
سورج ترے خرمن کو بنے تیری کرن پھول

کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا رضی ہے کلی جس میں حسین رضی اور حسن رضی پھول

---

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحےٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

ترا مسند ناز ہے عرشِ بریں ترا محرم راز ہے روحِ امین
تو ہی سرورِ ہر جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوہ پاکِ رسول دکھا تجھے اپنے ہی عز و علا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضاؔ کی قسم

---

[1] قال اللہ تعالیٰ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۝ مجھے اس شہر مکہ کی قسم ہے اسلئے کہ اے محبوب تو اس میں تشریف فرما ہے ۱۲ [2] قال اللہ تعالیٰ وقیلہٖ یا رب ان ھٰؤلاءِ قوم لا یومنون ۝ مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ۱۲ [3] قال اللہ تعالیٰ لعمرکَ اِنھُم لفی سکرتھم یعمھون ۔ اے مجھے تیری جان کی قسم یہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں ۱۲ ۔

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم — یا الٰہی کیونکر اتریں پار ہم

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم — دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم

تم کرم سے مشتری ہر عیب کے — جنس نامقبول ہر بازار ہم

دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم — دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

لغزش پا کا سہارا ایک تم — گرنے والے لاکھوں ناہنجار ہم

صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد — کیسے توڑیں یہ بت پندار ہم

دم قدم کی خیر اے جان مسیح — در پہ لائے ہیں دل بیمار ہم

اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور — جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم

اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند — مر مٹے پیاسے ادھر سرکار ہم

اپنے کوچہ سے نکالا تو نہ دو — ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم

ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم — ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

چاندنی چھٹکی ہے ان کے نور کی — آؤ دیکھیں سیر طور و نار ہم

ہمت اے ضعف ان کے در پر گر کے ہوں — بے تکلف سایہ دیوار ہم

باعطا تم شاہ تم مختار تم — بے نوا ہم زار ہم ناچار ہم

تم نے تو لاکھوں کو جانیں پھیر دیں — ایسا کتنا رکھتے ہیں آزار ہم

اپنی ستاری کا یارب واسطہ — ہوں نہ رسوا بر سر دربار ہم

اتنی عرض آخری کہہ دو کوئی — ناؤ ٹوٹی آ پڑے منجدھار ہم

منہ بھی دیکھا ہے کسی کے عفو کا — دیکھ او عصیاں نہیں بے یار ہم

میں نثار ایسا مسلماں کیجئے — توڑ ڈالیں نفس کا زنار ہم

کب سے پھیلائے ہیں دامن تیغ عشق
اب تو پائیں زخم دامن دار ہم

سنیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں
پھول ہوکر بن گئے کیا خار ہم

ناتوانی کا بھلا ہو بن گئے
نقش پائے طالبانِ یار ہم

دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں
اے سگانِ کوچہ دلدار ہم

قسمتِ ثور و حرا کی حرص ہے
چاہتے ہیں دل میں گہرا غار ہم

چشم پوشی و کرم شانِ شما
کار ما بے باکی و اصرار ہم

فصلِ گل سبزہ صبا مستی شباب
چھوڑیں کس دل سے درِ خمار ہم

میکدہ چھٹتا ہے اللہ ساقیا
اب بھی ساغر سے نہ ہوں ہشیار ہم

ساقی تسنیم جب تک آنہ جائیں
اے سیہ مستی نہ ہوں ہشیار ہم

نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک
ہیں غلامانِ شہِ ابرار ہم

لطف از خود رفتگی یارب نصیب
ہوں شہید جلوۂ رفتار ہم

انکے آگے دعویٰ ہستی رضاؔ
کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

---

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

جابجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

دب کے زیر پا نہ گنجائش سمانے کی رہی
بن گیا جلوہ کف پا کا ابھر کر ایڑیاں

انکا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جن کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

دو قمر دو پنجۂ خور دو ستارے دس ہلال
ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی
کرچکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

اے رضا طوفان محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
شاد ہو ہیں کشتئ امت کو لنگر ایڑیاں

---

عشقِ مولیٰ میں ہو خوں بار کنارِ دامن
یا خدا جلد کہیں آئے بہارِ دامن

بہ چلی آنکھ بھی اشکوں کی طرح دامن پر
کہ نہیں تار نظر جز دو سہ تارِ دامن

اشک برساؤں چلے کوچۂ جاناں سے نسیم
یا خدا جلد کہیں نکلے بخارِ دامن

دل شدوں کا یہ ہوا دامنِ اطہر پہ ہجوم
بیدل آباد ہوا نام دیارِ دامن

مشک سا زلف شہ و نور فشاں روئے حضور
اللہ اللہ حلبِ جیب و تتارِ دامن

تجھ سے اے گل میں ستم دیدۂ دشت حرماں
خلشِ دل کی کہوں یا غمِ خارِ دامن

عکس افگن ہے ہلال لبِ شہ جیب نہیں
مہر عارض کی شعاعیں ہیں نہ تارِ دامن

اشک کہتے ہیں یہ شیدائی کی آنکھیں دھوکر
اے ادب گردِ نظر ہو نہ غبارِ دامن

اے رضا آہ وہ بلبل کہ نظر میں جس کی
جلوۂ جیب گل آئے نہ بہارِ دامن

---

رشک قمر ہوں رنگ رخ آفتاب ہوں
ذرّہ ترا جو اے شہ گردوں جناب ہوں

درِّ نجف ہوں گوہر پاک خوشاب ہوں
یعنی تراب رہ گزر بوتراب ہوں

گر آنکھ ہوں تو ابر کی چشم پر آب ہوں
دل ہوں تو برق کا دل پر اضطراب ہوں

خونیں جگر ہوں طائر بے آشیاں شہا
رنگ پریدۂ رخ گل کا جواب ہوں

بے اصل و بے ثبات ہوں بحر کرم مدد
پروردۂ کنارِ سراب و حباب ہوں

عبرت فزا ہے شرم گنہ سے مرا سکوت
گویا لب خموشِ لحد کا جواب ہوں

کیوں نالہ سوز سے کروں کیوں خون دل پیوں
سیخ کباب ہوں نہ میں جام شراب ہوں

دل بستہ بے قرار جگر چاک اشکبار
غنچہ ہوں گل ہوں برق تپاں ہوں سحاب ہوں

دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں

مولا دہائی نظروں سے گر کر جلا غلام
اشک مژہ رسیدہ چشم کباب ہوں

مٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں
دردا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں

صدقے ہوں اس پہ نار سے دیگا جو مخلصی
بلبل نہیں کہ آتش گل پہ کباب ہوں

قالب تہی کیے ہمہ آغوش ہے ہلال
اے شہ سوار طیبہ میں تیری رکاب ہوں

کیا کیا ہیں تجھ سے ناز ترے قصر کو کہ میں
کعبہ کی جان عرش بریں کا جواب ہوں

شاہا بجھے سقر مرے اشکوں سے تا نہ میں
آبِ عبث چکیدۂ چشم کباب ہوں

میں تو کہا ہی چاہوں کہ بندہ ہوں شاہ کا
پر لطف جب ہے کہدیں اگر وہ جناب ہوں

حسرت میں خاک بوسی طیبہ کی اے رضاؔ
ٹپکا جو چشم مہر سے وہ خونِ ناب ہوں

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفےٰ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

قصر دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روح قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

میں نے کہا کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں
صبح نے نورِ مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں

ہائے رے ذوقِ بے خودی دل جو سنبھلنے سا لگا
چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں

دل کو دے نور و داغ عشق پھر میں فدا دو نیم کر
مانا ہے سن کے شق ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں

دل کو ہے فکر کس طرح مردے جلاتے ہیں حضور
اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں

باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے
لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

---

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

رخصتِ قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہی غریب کو
روئیں جواب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں

یادِ حضور کی قسم غفلتِ عیش ہے ستم
خوب ہیں قیدِ غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

دیکھ کے حضرتِ غنی پھیل پڑے فقیر بھی
چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آنہ جائے کیوں

جان ہے عشقِ مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

ہم تو ہیں آپ دلفگار غم میں ہنسی ہے ناگوار
چھیڑ کے گل کو نو بہار خون ہمیں رلائے کیوں

یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں
منتِ غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں

ان کے جلال کا اثر دل سے لگائے ہے قمر
جو کہ ہو لوٹ زخم پر داغِ جگر مٹائے کیوں

خوش رہے گل پہ عندلیب خارِ حرم مجھے نصیب
میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں

گردِ ملال اگر دھلے دل کی کلی اگر کھلے

برق سے آنکھ کیوں جلے رونے پہ مسکرائے کیوں

جانِ سفر نصیب کو کس نے کہا مزے سے سو
کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں

اب تو نہ روک اے غنی عادتِ سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں

راہِ نبی میں کیا کمی فرشِ بیاض دیدہ کی
چادرِ ظل ہے ملگجی زیرِ قدم بچھائے کیوں

سنگِ درِ حضور سے ہمکو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِ غم سازِ طرب بجائے کیوں

---

یادِ وطن ستم کیا دشتِ حرم سے لائی کیوں
بیٹھے بٹھائے بدنصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں

دل میں تو چوٹ تھی دبی ہائے غضب ابھر گئی
پوچھو تو آہِ سرد سے ٹھنڈی ہوا چلائی کیوں

چھوڑ کے اس حرم کو آپ بن میں ٹھگوں کے آبسو
پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ لٹ گئی سب کمائی کیوں

باغِ عرب کا سروِ ناز دیکھ لیا ہے ورنہ آج

قمری جانِ غمزدہ گونج کے چہچہائی کیوں

نامِ مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیم خلد
سوزشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں

کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
نرگسِ مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

تو نے تو کر دیا طبیب آتشِ سینہ کا علاج
آج کے دودِ آہ میں بوئے کباب آئی کیوں

فکرِ معاش بد بلا ہولِ معاد جاں گزا
لاکھوں بلا پھنسنے کو روح بدن میں آئی کیوں

ہو نہ ہو آج کچھ مرا ذکر حضور میں ہوا
ورنہ مری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں

حورِ جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا
چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

غفلتِ شیخ و شاب پر ہنستے ہیں طفلِ شیر خوار
کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں

عرض کروں حضور سے دل تو مرے خیر ہے
پیٹتی سر کو آرزو دشتِ حرم سے آئی کیوں

حسرتِ نو کا سانحہ سنتے ہی دل بگڑ گیا
ایسے مریض کو رضا مرگِ جواں سنائی کیوں

اہل صراط روح امیں کو خبر کریں جاتی ہے امت نبوی فرش پر کریں
ان فتنہ ہائے حشر سے کہہ دو حذر کریں نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گذر کریں
بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
جالوں پہ جال پڑ گئے لِلّٰہ وقت ہے مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں
منزل کڑی ہے شان تبسم کرم کرے تاروں کی چھاؤں نور کے تڑکے سفر کریں

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

---

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
جو ترے در سے یار پھرتے ہیں در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں
آہ کل عیش تو کیے ہم نے آج وہ بے قرار پھرتے ہیں
ان کے ایما سے دونوں باگوں پر خیلِ لیل و نہار پھرتے ہیں
ہر چراغِ مزار پر قدسی کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
جان ہیں جان کیا نظر آئے کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں
لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں

وردیاں بولتے ہیں ہرکارے | پہرا دیتے سوار پھرتے ہیں
رکھیے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم | مول کے عیب دار پھرتے ہیں
ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں | پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں
بائیں رستے نہ جا مسافر سُن | مال ہے راہ مار پھرتے ہیں
جاگ سنسان بن ہے رات آئی | گرگ بہرِ شکار پھرتے ہیں
نفس یہ کوئی چال ہے ظالم | جیسے خاصے بجار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کُتّے ہزار پھرتے ہیں

---

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں | جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں | جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا | تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو | جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اُٹھتے ہونگے | اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں
اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے | ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں
آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب | کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں
دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو | مشکل میں ہیں براتی پرخار بادیئے ہیں
اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا | رو رو کے مصطفےٰ نے دریا بہا دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا | دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

---

ہے لبِ عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

بے نواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریرِ دست
رہ گئیں جو پا کے جودِ لایزالی ہاتھ میں

کیا لکیروں میں یداللہ خطِ سرو آسا لکھا
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ میں

جودِ شاہِ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ
کیا عجب اڑ کر جو آپ آئے پیالی ہاتھ میں

ابرِ نیساں مومنوں کو تیغِ عریاں کفر پر
جمع ہیں شانِ جمالی و جلالی ہاتھ میں

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

سایہ افگن سر پہ ہو پرچمِ الٰہی جھوم کر
جب لوا الحمد لے امت کا والی ہاتھ میں

ہر خطِ کف ہے یہاں اے دستِ بیضائے کلیم
موجزن دریائے نورِ بے مثالی ہاتھ میں

وہ گراں سنگیِ قدرِ مَس وہ ارزانیِ جود
نوعیہ بدلا کئے سنگ و لآلی ہاتھ میں

دستگیرِ ہر دو عالم کر دیا سبطین کو
اے میں قربان جانِ جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقفِ سنگِ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں

جس نے بیعت کی بہارِ حسن پر قرباں رہا
ہیں لکیریں نقشِ تسخیرِ جمالی ہاتھ میں

کاش ہو جاؤں لبِ کوثر میں یوں وارفتہ ہوش
لے کر اس جانِ کرم کا ذیلِ عالی ہاتھ میں

آنکھ محوِ جلوۂ دیدار دل پر جوش وجد
لب پہ شکرِ بخشش ساقی پیالی ہاتھ میں

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضاؔ
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

راہ عرفاں سے جو ہم نادیدہ رو محرم نہیں
مصطفٰے ہے مسندِ ارشاد پر کچھ غم نہیں

ہوں مسلمان گرچہ ناقص ہی سہی اے کاملو
ماہیت پانی کی آخر یم سے نم میں کم نہیں

غنچے ما اوحٰی کے جو چٹکے دنیٰ کے باغ میں
بلبل سدرہ تک انکی بو سے بھی محرم نہیں

اسمیں زم زم ہے کہ تھم تھم اسمیں جم جم ہے کہ بیش
کثرت کوثر میں زمزم کی طرح کم کم نہیں

پنجۂ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

ایسا امّی کس لیے منت کش استاد ہو
کیا کفایت اسکو اِقرأ ربک الاکرم نہیں

اوس مہر حشر پر پڑ جائے پیاسو تو سہی
اس گل خنداں کا رونا گریہ شبنم نہیں

ہے انھیں کے دم قدم سے باغ عالم کی بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہوں عالم نہیں

سایہ دیوار خاک در ہو یارب اور رضاؔ
خواہش دیہیم قیصر شوق تخت جم نہیں

---

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل وجاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

---

۱؎ زم زم کے معنی سریانی زبان میں تھم تھم جب یہ چشمہ زمین سے اُبلا حضرت ہاجرہ والدہ سیدنا اسمٰعیل علیہما السّلام نے اس خوف سے کہ پانی ریتے میں مل کر خشک نہ ہو جائے ایک دائرہ کھینچ کر فرمایا زم زم ٹھہر ٹھہر وہ اسی دائرہ میں رہ کر کنواں ہو گیا حدیث میں فرمایا کہ وہ نہ روکتیں تو سمندر ہو جاتا ۱۲

۲؎ جم جم بزبان عربی یعنی کثیر کثیر کوثر سے مشتق ہے ۱۲ ۳؎ مقدار سے سوال یعنی کتنا کتنا ۱۲

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کرے مصطفےٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہدو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

یہ نہیں کہ خلد نہ ہو نکو وہ نکوئی کی بھی ہے آبرو
مگر اے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

ہے انھیں کے نور سے سب عیاں ہے انھیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابشِ مہر سے رہے پیشِ مہر یہ جاں نہیں

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ترا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروِ چماں نہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

کروں مدح اہلِ دوِل رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

---

رخ دن ہے یا مہرِ سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشکِ ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حق یہ کہ ہیں عبدِ الٰہ اور عالمِ امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سروِ جانفزا
حیرت نے جھنجلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خورشید تھا کس زور پہ کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روزِ جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسنِ توبہ ہے سپر
یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خدا کھایا کیا فرماں حق ٹالا کیا
شکرِ کرم ترسِ سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ہے بلبل رنگیں رضا یا طوطی نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

---

وصف رخ ان کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضحےٰ کرتے ہیں
ان کی ہم مدح و ثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفےٰ پیارے قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیا اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

اے بلا بیخردی کفار رکھتے ہیں ایسے کے حق میں انکار
کہ گواہی ہو گر اس کو درکار بے زباں بول اٹھا کرتے ہیں

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

رفعت ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغ فردوس پس از حمد خدا[جل و علا ۱۲] تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہے جب غم خواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

آستینیں رحمت عالم الٹے کمر پاک پہ دامن باندھے
گرنیوالوں کو کوچہ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

جب صبا آتی ہے طیبہ سے اِدھر کھلکھلا پڑتی ہیں کلیاں بکھیر
پھول جامہ سے نکل کر باہر رخ رنگیں کی ثنا کرتے ہیں

تو ہے وہ بادشہ کون ومکاں کہ ملک ہفت فلک کے ہر آں
تیرے مولیٰ سے شہِ عرش ایواں تیری دولت کی دعا کرتے ہیں

جس کے جلوے سے احد ہے تاباں معدن نور ہے اس کا داماں
ہم بھی اس چاند پہ ہو کر قرباں دل سنگیں کی جلا کرتے ہیں

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری
ملک و جن و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پر ارماں پھر کر ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب منہ میں گھلتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

لب پہ کس منہ سے غم الفت لائیں کیا بلا دل ہے الم جسکا سنائیں
ہم تو ان کے کف پا پر مٹ جائیں ان کے در پر جو مٹا کرتے ہیں

اپنے دل کا ہے انھیں سے آرام سونپے ہیں اپنے انھیں کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام چارۂ درد رضا کرتے ہیں

## در منقبت سیدنا ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ الشریف کہ وقت مسند نشینی حضرت ممدوح در سنہ ۱۲۹۸ھ عرض کردہ شد

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین
سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین

وارستہ پائے بستۂ دام ابوالحسین
آزاد نار سے ہے غلام ابوالحسین

خطِ سیہ میں نور الٰہی کی تابشیں
کہ صبح نور بار ہے شام ابوالحسین

ساقی سنا دے شیشۂ بغداد کی ٹپک
مہکی ہے بوئے گل سے مدام ابوالحسین

بوئے کباب سوختہ آتی ہے مے کشو
چھلکا شراب چشت سے جام ابوالحسین

گلگوں سحر کو ہے سہر[1] سوز دل سے آنکھ
سلطان سہرورد ہے نام ابوالحسین

کرسی نشیں ہے نفس مرادانہ فیض سے
مولائے نقش بند ہے نام ابوالحسین

جس نخل پاک میں ہیں چھیالیس ڈالیاں
اک شاخ ان میں سے ہے بنام ابوالحسین

مستوں کو اے کریم بچائے خمار سے
تا دورِ حشر دورۂ جام ابوالحسین

ان کے بھلے سے لاکھوں غریبوں کا ہے بھلا
یارب زمانہ باد بکام ابوالحسین

میلا لگا ہے شان مسیحا کی دید ہے
مردے جلا رہا ہے خرام ابوالحسین

سرگشتہ مہر و مہ ہیں پر اب تک کھلا نہیں
کس چرخ پر ہے ماہ تمام ابوالحسین

اتنا پتا ملا ہے کہ یہ چرخ چنبری
ہے ہفت پایہ زینہ بام ابوالحسین

ذرہ کو مہر قطرہ کو دریا کرے ابھی
گر جوش زن ہو بخشش عام ابوالحسین

یحییٰ کا صدقہ وارث اقبال مند پائے
سجادہ شیوخ کرام ابوالحسین

---

[1] بیداری

انعام لیں بہارِ جناں تہنیت لکھیں
پھولے پھلے تو نخل مرامِ ابوالحسین

اللہ ہم بھی دیکھ لیں شہزادوں کی بہار
سونگھیں گل مراد مشامِ ابوالحسین

آقا سے میرے ستھرے میاں کا ہوا ہی نام
اس اچھے ستھرے سے رہے ابوالحسین

یارب وہ چاند جو فلکِ عز و جاہ پر
ہر سیر میں ہو گام بگامِ ابوالحسین

آؤ تمہیں ہلال سپہر شرف دکھائیں
گردن جھکائیں بہر سلامِ ابوالحسین

قدرت خدا کی ہے کہ تلاطم کناں اٹھی
بحر فنا سے موجِ دوامِ ابوالحسین

یارب ہمیں بھی چاشنی اس اپنی یاد کی
جس سے ہے شکریں لبِ کامِ ابوالحسین

ہاں طالع رضا تری اللہ رے یاوری
اے بندہ جدودِ کرامِ ابوالحسین

---

زائر و پاس ادب رکھ ہوس جانے دو
آنکھیں اندھی ہوئی ہیں انکو ترس جانے دو

سوکھی جاتی ہے امید غربا کی کھیتی
بوندیاں لکۂ رحمت کی برس جانے دو

پلٹی آتی ہے ابھی وجد میں جانِ شیریں
نغمۂ قم کا ذرا کانوں میں رس جانے دو

ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو ٹھہرو
گٹھریاں توشۂ امید کی کس جانے دو

دید گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر
ہمصفیرو ہمیں پھر سوئے قفس جانے دو

آتش دل بھی تو بھڑکاؤ ادب داں نالو
کون کہتا ہے کہ تم ضبطِ نفس جانے دو

یوں تن زار کے درپے ہوئے دل کے شعلو
شیوۂ خانہ براندازیِ خس جانے دو

اے رضا آہ کہ یوں سہل کٹیں جرم کے سال
دو گھڑی کی بھی عبادت تو برس جانے دو

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو

کی جو بالوں سے ترے روضہ کی جاروب کشی
شب کو شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

چرچے حوروں میں ہیں دیکھو تو ذرا بال براق
سنبل خلد کے قربان اوتارے گیسو

آخر حج غم امت پریشان ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

کعبۂ جاں کو پہنایا ہے غلاف مشکیں
اُڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو

سلسلہ پاکے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

مشکبو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
حوریو عنبر سارا ہوئے سارے گیسو

دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے پیارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں کلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینۂ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

احدِ پاک کی چوٹی سے الجھ لے شب بھر
صبح ہونے دو شب عید نے ہارے گیسو

مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں امڈیں
ابرؤوں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

تارِ شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضاؔ
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

زمانہ حج کا ہے جلوہ دیا ہے شاہد گل کو
الٰہی طاقت پرواز دے پر ہائے بلبل کو

بہاریں آئیں جوبن پر گھرا ہے ابر رحمت کا
لبِ مشتاق بھیگیں دے اجازت ساقیا مل کو

ملے لب سے وہ مشکیں مہر والی دم میں دم آئے
ٹپک سن کر قمِ عیسیٰ کہوں مستی میں قلقل کو

مچل جاؤں سوال مدعا پر تھام کر دامن
بہکنے کا بہانہ پاؤں قصدِ بے تامل کو

دعا کر بخت خفتہ جاگ ہنگام اجابت ہے
ہٹایا صبح رخ سے شاہ نے شبہائے کاکل کو

زبانِ فلسفی سے امن و خرق و التیام اسرا
پناہِ دورِ رحمت ہائے یکساعت تسلسل کو

دو شنبہ مصطفےٰ کا جمعہ آدم سے بہتر ہے
سکھانا کیا لحاظِ حیثیت خوئے تامل کو

وفورِ شانِ رحمت کے سبب جرأت ہے اے پیارے
نہ رکھ بہرِ خدا شرمندہ عرضِ بے تامل کو

پریشانی میں نام ان کا دلِ صد چاک سے نکلا
اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو

رضا یہ سبزۂ گردوں ہیں کوتل جس کے موکب کے
کوئی کیا لکھ سکے اس کی سواری کے تجمل کو

---

یاد میں جس کی نہیں ہوشِ تن و جاں ہم کو
پھر دکھا دے وہ رخ اے مہرِ فروزاں ہمکو

دیر سے آپ میں آنا نہیں ملتا ہے ہمیں
کیا ہی خود رفتہ کیا جلوۂ جاناں ہمکو

جس تبسم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھا دے وہ ادائے گلِ خنداں ہمکو

کاش آویزۂ قندیلِ مدینہ ہو وہ دل
جس کی سوزش نے کیا رشکِ چراغاں ہمکو

عرش جس خوبیٔ رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سروِ خراماں ہمکو

شمعِ طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
ہاں جلا دے شررِ آتشِ پنہاں ہمکو

خوف ہے سمع خراشیٔ سگِ طیبہ کا
ورنہ کیا یاد نہیں نالۂ افغاں ہمکو

خاک ہو جائیں درِ پاک پہ حسرت مٹ جائے
یا الٰہی نہ پھرا بے سروساماں ہمکو

خارِ صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں
وحشتِ دل نہ پھرا بے سروساماں ہمکو

تنگ آئے ہیں دو عالم تری بیتابی سے
چین لینے دے تپِ سینۂ سوزاں ہمکو

پاؤں غربال ہوئے راہ مدینہ نہ ملی
اے جنوں اب تو ملے رخصتِ زنداں ہمکو

میرے ہر زخمِ جگر سے یہ نکلتی ہے صدا
اے ملیحِ عربی کر دے نمکداں ہمکو

سیرِ گلشن سے اسیرانِ چمن کو کیا کام
نہ دے تکلیفِ چمن بلبلِ بستاں ہمکو

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہمکو

گر لبِ پاک سے اقرارِ شفاعت ہو جائے
یوں نہ بے چین رکھے جوششِ عصیاں ہمکو

نیّرِ حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے
تیز ہے دھوپ ملے سایۂ داماں ہمکو

رحم فرمائیے یا شاہ کہ اب تاب نہیں
تا بکے خون رلائے غمِ ہجراں ہمکو

چاک داماں میں نہ تھک جائیو اے دستِ جنوں
پرزے کرنا ہے ابھی جیب و گریباں ہمکو

پردہ اس چہرۂ انور سے اٹھا کر ایک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہِ تاباں ہمکو

اے رضا وصفِ رخِ پاک سنانے کیلئے
نذر دیتے ہیں چمن مرغِ غزل خواں ہمکو

## غزل کہ دربارہ عزمِ سفر اطہر مدینہ منوّرہ از مکہ معظّمہ بعد حج بمحرم سنہ ۱۲۹۶ھ عرض کردہ شد

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

رکن شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت — اب مدینہ کو چلو صبحِ دل آرا دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں — آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے — ابرِ رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی — ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

مثلِ پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد — اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ — قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا — یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اولیں خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں — آخریں بیتِ نبی کا بھی تجلا دیکھو

زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ — جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

ایمنِ طور کا تھا رکنِ یمانی میں فروغ — شعلۂ طور یہاں انجمن آرا دیکھو

مہرِ مادر کا مزہ دیتی ہے آغوشِ حطیم — جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم ان کا دیکھو

عرضِ حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحجاج — آؤ اب داد رسئ شہ طیبہ دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگِ اسود — خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں — ٹوپی اب تھام کے خاکِ درِ والا دیکھو

بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت — جوشِ رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

جمعۂ مکہ تھا عید اہلِ عبادت کے لیے — مجرمو آؤ یہاں عیدِ دوشنبہ دیکھو

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں — ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

خوب مسعیٰ میں بامید صفا دوڑ لیے — رہِ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو

رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں — دلِ خوننابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

پل سے اتار و راہ گذر کو خبر نہ ہو
جبرئیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

کانٹا مرے جگر سے غمِ روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو

کہتی تھی یہ براق سے اسکی سبک روی
یوں جائیے کہ گردِ سفر کو خبر نہ ہو

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردارِ دو جہاں
اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

ایسا گما دے ان کی ولا میں خدا ہمیں
ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

آ دل حرم کو روکنے والوں سے چھپکے آج
یوں اُٹھ چلیں کہ پہلو و بر کو خبر نہ ہو

طیرِ حرم ہیں یہ کہیں رشتہ بپا نہ ہوں
یوں دیکھئے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو

اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر انکو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

---

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
انکے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسّم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین رَبَّنَا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

---

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

خامۂ قدرت کا حسنِ دست کاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

اشک شب بھر انتظارِ عفوِ امت میں بہیں
میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

نیم جلوے کی نہ تاب آئے قمر ساں تو سہی
مہر اور ان تلوؤں کی آئینہ داری واہ واہ

نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جرم ہے
ناتواں کے سر پہ اتنا بوجھ بھاری واہ واہ

مجرموں کو ڈھونڈھتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
طالعِ برگشتہ تیری سازگاری واہ واہ

عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں
چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فردساری واہ واہ

کیا مدینہ سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج
کچھ نئی بو بھینی بھینی پیاری پیاری واہ واہ

خود رہے پردے میں اور آئینہ عکسِ خاص کا
بھیج کر انجانوں سے کی رازداری واہ واہ

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقے اس انعام کے قرباں اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضاؔ
اُن سگانِ کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

---

رونقِ بزمِ جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ
کہہ رہی ہے شمع کی گویا زبان سوختہ

جس کو قرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے منعمو
ان کے خوانِ جُود سے ہے ایک نانِ سوختہ

ماہِ من یہ نیرِ محشر کی گرمی تا بکے
آتشِ عصیاں میں خود جلتی ہے جانِ سوختہ

برقِ انگشتِ نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینۂ مہ میں نشانِ سوختہ

مہرِ عالمتاب جھکتا ہے پئے تسلیم روز
پیش ذرّاتِ مزارِ بیدلانِ سوختہ

کوچۂ گیسوئے جاناں سے چلے ٹھنڈی نسیم
بال و پر افشاں ہوں یارب بلبلانِ سوختہ

بہرِ حق اے بحرِ رحمت اک نگاہِ لطف بار
تا بکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ

روکشِ خورشیدِ محشر ہو تمہارے فیض سے
اک شرارِ سینۂ شیدائیانِ سوختہ

آتش تر دامنی نے دل کئے کیا کیا کباب　خضر کی جاں ہو جلا دو ماہیان سوختہ
آتش گلہائے طیبہ پر جلانے کے لیے　جان کے طالب ہیں پیارے بلبلانِ سوختہ
لطفِ برقِ جلوۂ معراج لایا وجد میں　شعلۂ جوالہ ساں ہے آسمانِ سوختہ

اے رضا مضمون سوزِ دل کی رفعت نے کیا
اس زمین سوختہ کو آسمانِ سوختہ

---

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی　سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی　دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا　نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جسکو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس　ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں　شمع وہ لیکر آیا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جن کے تلووں کا دھوون ہے آبحیات　ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں　سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل　اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم　وہ ملیحِ دل آرا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو　نمکیں حسن والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل　ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی　انکا انکا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی　چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کیا خبر کتنے تارے کھِلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھیے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس نے مردہ دلوں کو دی عمرِ ابد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں
کون ان جرموں پر سزا نہ کرے

سب طبیبوں نے دیدیا ہے جواب
آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے

دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے
ارے تیرا برا خدا نہ کرے

عذر امید عفو اگر نہ سنیں
روسیاہ اور کیا بہانہ کرے

دل میں روشن ہے شمعِ عشقِ حضور
کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے — منکر آج ان سے التجا نہ کرے
ضعف مانا مگر یہ ظالم دل — ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے
جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا — وہی اچھا جو دل برا نہ کرے
دل سے اک ذوق مے کا طالب ہوں — کون کہتا ہے التقا نہ کرے

لے رضا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

---

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے — تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے
واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے — اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
بچھڑی ہے گلی کیسی بگڑی ہے بنی کیسی — پوچھو کوئی یہ صدمہ ارمان بھرے دل سے
کیا اسکو گرائے دہر جس پر تو نظر رکھے — خاک اسکو اٹھائے حشر جو تیرے گرے دل سے
بہکا ہے کہاں مجنوں لے ڈالی بنوں کی خاک — دم بھر نہ کیا خیمہ لیلیٰ نے پرے دل سے
سونے کو تپائیں جب کچھ مَیل ہو یا کچھ میل — کیا کام جہنم کے دھرے کو کھرے دل سے
آتا ہے در والا یوں ذوق طواف آنا — دل جان سے صدقے ہو سرگرد پھرے دل سے
اے ابر کرم فریاد فریاد جلا ڈالا — اس سوزش غم کو ہے ضد میرے ہرے دل سے
دریا ہے چڑھا تیرا کتنی ہی اڑائیں خاک — اتریں گے کہاں مجرم اے عفو ترے دل سے
کیا جانیں یم غم میں دل ڈوب گیا کیسا — کس تہ کو گئے ارماں اب تک نہ ترے دل سے

کرتا تو ہے یاد ان کی غفلت کو ذرا روکے
للہ رضا دل سے ہاں دل سے ارے دل سے

۱۰ اللہ اللہ کے نبی سے — فریاد ہے نفس کی بدی سے
دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی — لاج آئی نہ ذرّوں کی ہنسی سے
شب بھر سونے ہی سے غرض تھی — تاروں نے ہزار دانت پیسے
ایمان پہ موت بہتر او نفس — تیری ناپاک زندگی سے
او شہد نمائے زہر در جام — گم جاؤں کدھر تری بدی سے
گہرے پیارے پرانے دل سوز — گزرا میں تیری دوستی سے
تجھ سے جو اُٹھائے میں نے صدمے — ایسے نہ ملے کبھی کسی سے
اُف رے خود کام بے مروت — پڑتا ہے کام آدمی سے
تو نے ہی کیا خدا سے نادم — تو نے ہی کیا خجل نبی سے
کیسے آقا کا حُکم ٹالا — ہم مر مٹتے تیری خودسری سے
آتی نہ تھی جب بدی بھی تجھ کو — ہم جانتے ہیں تجھے جبھی سے
حد کے ظالم ستم کے کٹّر — پتھر شرمائیں تیرے جی سے
ہم خاک میں مل چکے ہیں کب کے — نکلا نہ غبار تیرے جی سے
ہے ظالم میں نباہوں تجھ سے — اللہ بچائے اس گھڑی سے
جو تم کو نہ جانتا ہو حضرت — چالیں چلئے اس اجنبی سے
اللہ کے سامنے وہ گُن تھے — یاروں میں کیسے متقی سے
رہزن نے لوٹ لی کمائی — فریاد ہے خضر ہاشمی سے
اللہ کنوئیں میں خود گرا ہوں — اپنی نالش کروں تجھی سے
ہیں پشت پناہ غوث اعظم — کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے

# شجرہ علیہ حضرات قادریہ برکاتیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ھدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف و سری معروف دے بیخود سری
جند حق میں گن جنید با صفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَھُمْ رِزْقًا سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دین محی جاں فزا کے واسطے

طور عرفان و علو و حمد و حسنے بہار
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

---

له یعنی مرتبہ معرفت اور بلندی کا اور خوبی اور بہتری اور عطا کر ان مشائخ خمسہ کے واسطے اس میں علو بمناسبت نام پاک حضرت سیدنا علی ہے اور عرفاں بمناسبت نام پاک حضرت سید موسےٰ اور حسنے بمناسبت نام پاک حضرت سیدی حسن اور حمد بمناسبت نام سیدی احمد اور بہا مناسبت نام پاک حضرت سیدی بہاء الملت والدین قدست اسرارہم۔

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقی عشقِ انتما کے واسطے

حبِّ اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لیے
کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمسِ دیں بدرالعلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسول مقتدیٰ کے واسطے

صدقہ ان اعیان کا ہوں چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفان عافیت احمد رضا کے واسطے

---

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

کافروں پر تیغ والا سے گری برقِ غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

---

۱؎ عشقی حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تخلص ہے اور انتہی بمعنی انتساب یعنی نسبت
۲؎ عرس شریف ۱۶، ۱۷، ۱۸، ذی الحجۃ الحرام بریلی محلہ سوداگران میں ہوا کرتا ہے

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائیگی طاقت رسول اللہ کی

یارب اک ساعت میں دھلجائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی

ہے گل باغ قدس رخسار زیبائے حضور
سرو گلزار قدم قامت رسول اللہ کی

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھسے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

---

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی
مشکل آسان الٰہی مری تنہائی کی

لاج رکھ لی طمعِ عفو کے سودائی کی
اے میں قربان مرے آقا بڑی آقائی کی

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے اُمی تری دانائی کی

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپکی بینائی کی

پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام
آس ہم کو بھی لگی ہے تری شنوائی کی

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

تنگ ٹھہری ہے رضا جسکے لیے وسعتِ عرش
بس جگہ دل میں ہے اُس جلوۂ ہرجائی کی

---

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائینگے ہم کو ہنساتے جائیں گے

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کیلئے دریا بہاتے جائیں گے

کشتگانِ گرمیٔ محشر کو وہ جان مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جسکی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
ابروے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

خاک افتادو بس اُنکے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدہ میں ہمکو اٹھاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے

آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوحِ دل سے نقش غم کو اب مٹاتے جائیں گے

سوختہ جانوں پہ وہ پرجوش رحمت آئے ہیں
آب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

آفتاب ان کا ہی چمکیگا جب اوروں کے چراغ
صرصرِ جوش بلا سے جھلملاتے جائیں گے

پائے کوباں پل سے گزریں گے تری آواز پر
رَبِّ سَلِّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس و شیطاں سیدا کب تک دباتے جائیں گے

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر انکا سناتے جائینگے

---

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت — بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے — غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ — مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو — کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا — ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

چل اٹھ جبہہ فرسا ہو ساقی کے در پر — درِ جود اے میرے مستانے والے

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں — ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے

رہیگا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا — پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی — ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

---

آنکھیں رو رو کے سوجانے والے — جانے والے نہیں آنے والے

کوئی دن میں یہ سرا اوجڑ ہے — ارے او چھاؤنی چھانے والے

ذبح ہوتے ہیں وطن سے بچھڑے — دیس کیوں گاتے ہیں گانے والے

ارے بد فال بری ہوتی ہے — دیس کا جنگلا سنانے والے

سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں — وہ سلامت ہیں بنانے والے

آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام — او درِ یار کے جانے والے

پھر نہ کروٹ لی مدینے کی طرف — ارے چل جھوٹے بہانے والے

نفس میں خاک ہوا تو نہ مٹا — ہے مری جان کے کھانے والے
جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو — طیبہ سے خلد میں آنے والے
نیم جلوے میں دو عالم گلزار — واہ وا رنگ جمانے والے
حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سُنا — کہتے ہیں اگلے زمانے والے
وہی دھوم ان کی ہے ماشاءاللہ — مٹ گئے آپ مٹانے والے
لب سیراب کا صدقہ پانی — اے لگی دل کی بجھانے والے
ساتھ لے لو مجھے میں مجرم ہوں — راہ میں پڑتے ہیں تھانے والے
ہو گیا دھک سے کلیجہ مرا — ہائے رخصت کی سنانے والے
خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز — کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے
کشتۂ دشتِ حرم جنت کی — کھڑکیاں اپنے سرہانے والے

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے — بُو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے
جگمگا اٹھی مری گور کی خاک — تیرے قربان چمکنے والے
مہِ بے داغ کے صدقے جاؤں — یوں دمکتے ہیں دمکنے والے
عرش تک پھیلی ہے تابِ عارض — کیا جھلکتے ہیں جھلکنے والے
گُلِ طیبہ کی ثنا گاتے ہیں — نخلِ طوبےٰ پہ چہکنے والے
عاصیو تھام لو دامن ان کا — وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے
ابرِ رحمت کے سلامی رہنا — پھلتے ہیں پودے لچکنے والے

ارے یہ جلوہ گہِ جاناں ہے ‏ کچھ ادب بھی ہے پھڑ کنے والے
سنیو ان سے مدد مانگے جاؤ ‏ پڑے بکتے رہیں بکنے والے
شمع یادِ رخِ جاناں نہ بجھے ‏ خاک ہو جائیں بھڑکنے والے
موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب ‏ اک ذرا سو لیں بلکنے والے
کوئی ان تیز رووں سے کہدو ‏ کس کے ہو کر رہیں تھکنے والے
دل سلگتا ہی بھلا ہے اے ضبط ‏ بجھ بھی جاتے ہیں دہکنے والے
ہم بھی کمھلانے سے غافل تھے کبھی ‏ کیا ہنسا غنچے چٹکنے والے
نخل سے چھٹکے یہ کیا حال ہوا ‏ آہ او پتّے کھڑکنے والے
جب گرے منہ سوئے میخانہ تھا ‏ ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے
دیکھ او زخمِ دل آپے کو سنبھال ‏ پھوٹ بہتے ہیں ٹپکنے والے
مے کہاں اور کہاں میں زاہد ‏ یوں تو چکھتے ہیں چکھنے والے

کفِ دریائے کرم میں ہیں رضاؔ
پانچ فوارے چھلکنے والے

---

راہ پر خار ہے کیا ہونا ہے ‏ پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے
خشک ہے خون کہ دشمن ظالم ‏ سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے
ہم کو بد کر وہی کرنا جس سے ‏ دوست بیزار ہے کیا ہونا ہے
تن کی اب کون خبر لے ہے ہے ‏ دِل کا آزار ہے کیا ہونا ہے
میٹھے شربت دے مسیحا جب بھی ‏ ضد ہے انکار ہے کیا ہونا ہے

دل کہ تیمار ہمارا کرتا آپ بیمار ہے کیا ہونا ہے
پر کٹے تنگ قفس اور بلبل نو گرفتار ہے کیا ہونا ہے
چھپکے لوگوں سے کیے جس کے گناہ وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پروا دیکھ سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے
تیرے بیمار کو میرے عیسیٰ غش لگاتار ہے کیا ہونا ہے
نفس پر زور کا وہ زور اور دل زیر ہے زار ہے کیا ہونا ہے
کام زنداں کے لیے اور ہمیں شوق گلزار ہے کیا ہونا ہے
ہائے رے نیند مسافر تیری کوچ تیار ہے کیا ہونا ہے
دور جانا ہے رہا دن تھوڑا راہ دشوار ہے کیا ہونا ہے
گھر بھی جانا ہے مسافر کہ نہیں مت پہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے
جان ہلکان ہوئی جاتی ہے بار سا بار ہے کیا ہونا ہے
پار جانا ہے نہیں ملتی ناؤ زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے
راہ تو تیغ پر اور تلوؤں کو گلۂ خار ہے کیا ہونا ہے
روشنی کی ہمیں عادت اور گھر تیرہ و تار ہے کیا ہونا ہے
بیچ میں آگ کا دریا حائل قصد اس پار ہے کیا ہونا ہے
اس کڑی دھوپ کو کیونکر جھیلیں شعلہ زن نار ہے کیا ہونا ہے
ہائے بگڑی تو کہاں آکر ناؤ عین منجدھار ہے کیا ہونا ہے
کل تو دیدار کا دن اور یہاں آنکھ بے کار ہے کیا ہونا ہے
منھ دکھانے کا نہیں اور سحر عام دربار ہے کیا ہونا ہے

ان کو رحم آئے تو آئے ورنہ　وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے
لے وہ حاکم کے سپاہی آئے　صبحِ اظہار ہے کیا ہونا ہے
واں نہیں بات بنانے کی مجال　چارہ اقرار ہے کیا ہونا ہے
ساتھ والوں نے یہیں چھوڑ دیا　بے کسی یار ہے کیا ہونا ہے
آخری دید ہے آؤ مل لیں　رنج بیکار ہے کیا ہونا ہے
دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا　اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے
جانے والوں پہ یہ رونا کیسا　بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے
نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں　یہ عبث پیار ہے کیا ہونا ہے
اس کا غم ہے کہ ہر اک کی صورت　گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے
باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے　پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے

کیوں رضاؔ کڑھتے ہو ہنستے اٹھو
جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

---

کس کے جلوہ کی جھلک ہے یہ اُجالا کیا ہے　ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے
مانگ منمانتی منہ مانگی مرادیں لے گا　نہ یہاں نا ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے
پند کڑوی لگے ناصح نہ ترش ہو اے نفس　زہرِ عصیاں میں ستمگر تجھے میٹھا کیا ہے
ہم ہیں انکے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے　اس سے بڑھ کر تری سمت اور وسیلہ کیا ہے
انکی امت میں بنایا انہیں رحمت بھیجا　یوں نہ فرما کہ ترا رحم میں دعوےٰ کیا ہے
صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب　بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

زاہد ان کا میں گنہگار وہ میرے شافع　　اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے

بے بسی ہو جو مجھے پرسشِ اعمال کے وقت　ق　دوستو کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہے

کاش فریاد مری سن کے یہ فرمائیں حضور　　ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے

کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے　　کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے

کس سے کہتا ہے کہ للہ خبر لیجئے مری　　کیوں ہے بیتاب یہ بے چینی کا رونا کیا ہے

اس کی بیچینی سے ہے خاطرِ اقدس پہ ملال　　بے کسی کیسی ہے پوچھو کوئی گزرا کیا ہے

یوں ملائک کریں معروض کہ ایک مجرم ہے　　اس سے پرسش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے

سامنا قہر کا ہے دفترِ اعمال ہیں پیش　　ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رسل　　بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے

اب کوئی دم میں گرفتارِ بلا ہوتا ہوں　　آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

سن کے یہ عرض مری بحرِ کرم جوش میں آئے　　یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے

کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو　　ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے

ان کی آواز پہ کر اٹھوں میں بیساختہ شور　　اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے

لو وہ آیا مرا حامی مرا غمخوارِ امم　　آگئی جاں تنِ بے جاں میں یہ آنا کیا ہے

پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپالیں سرور　　اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا　　کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے

چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم　　حکم والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے

یہ سماں دیکھ کے محشر میں اٹھے شور کہ واہ　　چشمِ بد دور ہو کیا شان ہے رتبہ کیا ہے

صدقہ اس رحم کے اس سایۂ دامن پہ نثار　　اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے

اے رضاؔ جانِ عنادل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

---

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گُلِ زیبا کہوں تجھے

حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جانِ مراد و کانِ تمنا کہوں تجھے

گلزارِ قدس کا گُلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے

صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دوں شرف
بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

بے داغ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں
بے خار گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے

اس مردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لیگی سب کچھ ان کے ثنا خواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

---

مژدہ باد اے عاصیو شافع شہِ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو ذاتِ خدا غفار ہے

عرش سا فرشِ زمیں ہے فرش پا عرش بریں
کیا نرالی طرز کی نامِ خدا رفتار ہے

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

جنکو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہمکو بھی درکار ہے

لب زلالِ چشمۂ کن میں گندھے وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں تمکو کیا دشوار ہے

گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے
نور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

جوشِ طوفاں بحر بے پایاں ہوا ناسازگار
نوح کے مولی کرم کر دے تو بیڑا پار ہے

رحمۃ للعلمیں تیری دہائی دب گیا
اب تو مولی بے طرح سر پر گنہ کا بار ہے

حیرتیں ہیں آئنہ دارِ وفورِ وصف گل
ان کے بلبل کی خموشی بھی لب اظہار ہے

گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

---

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسماں ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکاں ہے

بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہارِ ہشت خلد چھوٹا سا عطرداں ہے

عرش پہ جا کے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستاں ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستاں ہے

اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو جہاں کی
اِنس کا اُنس اسی سے ہے جان کی وہی جان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے

گود میں عالم شباب حال شباب کچھ نہ پوچھ
گلبن باغ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

تجھ سا سیاہ کار کون سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

پیش نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

نشان خدا نہ ساتھ دے انکے خرام کا وہ باز سدرہ سے تا زمیں جسے نرم سی اک اڑان ہے
بار جلال اٹھا لیا گرچہ کلیجہ شق ہوا یوں تو یہ ماہ سبز رنگ نظروں میں دھان پان ہے

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفٰے
تیرے لیے امان ہے تیرے امان ہے

---

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

جلی جلی بو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشق چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے

انھیں کی بو مایۂ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں انھیں کی رنگت گلاب میں ہے

تری جِلَو میں ہے ماہِ طیبہ ہلال ہر مرگ و زندگی کا
حیات جاں کا رکاب میں ہے ممات اعدا کا ڈاب میں ہے

سیاہ لباسانِ دارِ دنیا و سبز پوشانِ عرشِ اعلےٰ
ہر اک ہے ان کے کرم کا پیاسا یہ فیض انکی جناب میں ہے

وہ گل ہیں لبہائے نازک انکے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

جلی ہے سوزِ جگر سے جاں تک ہے طالبِ جلوۂ مبارک
دکھا دو وہ لب کہ آبِ حیوان کا لطف جن کے خطاب میں ہے

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پہ نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتادو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں امنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

---

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دل بیکس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے

نہو مایوس آتی ہے صدا گور غریباں سے
نبی امت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کرلے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آگئی سر پہ
کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لاابالی ہے

اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

زمیں تپتی کٹیلی راہ بھاری بوجھ گھائل پاؤں
مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے

نہ چونکا دن ہے ڈھلنے پر تری منزل ہوئی کھوٹی
ارے او جانے والے نیند یہ کب کی نکالی ہے

رضا منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

گنہگاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کیلئے احمد سا والی ہے

قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو انکی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

ترا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

تمہاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے
خمِ گردن ہلالِ آسمانِ ذوالجلالی ہے

زہے خود گم جو گم ہونے پہ یہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
ارے جبتک کہ پایا ہے جب ہی تک ہاتھ خالی ہے

میں اک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگِ در کا
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے

تری بخشش پسندی عذر جوئی توبہ خواہی سے
عمومِ بیگناہی جرم شانِ لاابالی ہے

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ جس کے بلبل ہیں
ترا سروِ سہی اس گلبن خوبی کی ڈالی ہے

رضا قسمت ہی کھل جائے جو گیلاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگِ درگاہِ خدام معالی ہے

---

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

آنکھیں ملنا جھنجلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے

جگنو چمکے پتا کھڑکے مجھ تنہا کا دل دھڑکے
ڈر سمجھائے کوئی پون ہے یا اگیا بیتالی ہے

بادل گرجے بجلی تڑپے دھک سے کلیجہ ہو جائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے

پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے منہ
مینھ نے پھسلن کر دی ہے اور دُھر تک کھائی نالی ہے

ساتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے

پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں
ہاں اک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بیکس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرّافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

---

نبی سرورِ ہر رسول و ولی ہے
نبی رازدارِ مع اللہ لی ہے

وہ نامی کہ نامِ خدا نام تیرا
رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

ہے بیتاب جس کے لیے عرشِ اعظم
وہ اس رہروِ لامکاں کی گلی ہے

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے

تلاطم ہے کشتی پہ طوفانِ غم کا
یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی[1] اغثنی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

صبا ہے مجھے صرصرِ دشتِ طیبہ
اسی سے کلی میرے دل کی کھلی ہے

ترے چاروں ہمدم ہیں یکجان یکدل
ابوبکرؓ فاروقؓ عثمانؓ علیؓ ہے

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

---

[1] اے میرے پیارے میری فریاد کو پہنچو۔

کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السّر　　کہ تجھ پر مری حالتِ دل کھلی ہے
تمنا ہے فرمایئے روزِ محشر　　یہ تیری رہائی کی چِٹھی ملی ہے
جو مقصد زیارت کا بر آئے پھر تو　　نہ کچھ قصد کیجئے یہ قصدِ دلی ہے
ترے در کا درباں ہے جبریلِ اعظم　　ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

---

نہ عرشِ ایمن نہ اِنّی ذَاھِبٌ میں میہمانی ہے　　نہ لطفِ اُدْنُ یا احمد نصیبِ لَن تَرَانی ہے
نصیبِ دوستاں گر ان کے در پر موت آتی ہے　　خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے
اسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں　　اٹھا جاتا نہیں کیا خوف اپنی ناتوانی ہے
ہر اک دیوار و در پر مہر نے کی ہے جبیں سائی　　نگارِ مسجدِ اقدس میں کب سونے کا پانی ہے
ترے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی　　زبانِ بے زبانی ترجمانِ خستہ جانی ہے
کھلے کیا رازِ محبوب و محب مستانِ غفلت پر　　شرابِ قَدْ رَاَی الحق زیبِ جامِ مَنْ رَاٰنی ہے

---

۱؎ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اِنّی ذَاھِبٌ اِلیٰ رَبّی سَیَھْدِین — میں اپنے رب کے پاس جاؤں گا وہ مجھے راہ دکھائے گا۔

۲؎ حدیث میں رب عزوجل نے ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شبِ معراج فرمایا اُدْنُ یا اَحْمَدُ اُدْنُ یا مُحَمَّدُ اُدْنُ یا خَیْرَ البَرِیَّۃِ پاس آ اے احمد پاس آ اے محمد! پاس آ اے تمام جہاں سے بہتر ۱۲

۳؎ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہ طور پر خواہش کی دیدارِ الٰہی کی حکم ہوا لَنْ تَرَانی تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے یعنی دنیا میں دیدارِ الٰہی کی تاب کسی کو نہیں۔ یہ مرتبۂ عالی صرف سید الانبیاء کے لیے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنی فَقَدْ رَاَی الحق جسے میرا دیدار ہوا اُسے دیدارِ حق ہوا۔

جہاں کی خاکروبی نے چمن آرا کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

شہا کیا ذات تیری حق نما ہے فرد امکاں میں
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

کہاں اس کو شکِ جانِ جناں میں زر کی نقاشی
ارم کے طائرِ رنگِ پریدہ کی نشانی ہے

ذِئابٌ[1] فی ثیابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

یہ اکثر ساتھ انکے شانہ و مسواک کا رہنا
بتاتا ہے کہ دل ریشوں پہ زائد مہربانی ہے

اسی سرکار سے دنیا و دیں ملتے ہیں سائل کو
یہی دربارِ عالی کنزِ آمال و امانی ہے

درو دیں صورتِ ہالہ محیط ماہ طیبہ ہیں
برستا امتِ عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

تعالیٰ اللہ استغنا ترے در کے گداؤں کا
کہ ان کو عار فرّ و شوکتِ صاحب قرانی ہے

وہ سرگرم شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کا عطر صندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے

یہ سر ہو اور وہ خاکِ در وہ خاکِ در ہو اور یہ سر
رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

---

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف انکی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے
کیا بات تری مجرم کیا بات بن آئی ہے

سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

یوں تو سب انہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے

زائر گئے بھی کب کے دن ڈھلنے پہ ہے پیارے
اٹھ میرے اکیلے چل کیا دیر لگائی ہے

---

[1] حدیث میں فرمایا آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے ذئاب فی ثیاب کپڑے پہنے بھیڑیئے یعنی انسانی صورت اور بھیڑیئے کی سیرت یہ دہابیوں کے مولوی ہیں ۱۲

بازار عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولا
رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے

اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اٹھ
دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے

مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
منہ دیکھ کے کیا ہوگا پردے میں بھلائی ہے

اب آپ ہی سنبھالیں تو کام اپنے سنبھل جائیں
ہمنے تو کمائی سب کھیلوں میں گنوائی ہے

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حرص و ہوس بد سے دل تو بھی ستم کر لے
تو ہی نہیں بیگانہ دنیا ہی پرائی ہے

ہم دل جلے ہیں کس کے ہٹ فتنوں کے پرکالے
کیوں پھونک دوں اک اف سے کیا آگ لگائی ہے

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

---

حرزِ جاں ذکرِ شفاعت کیجئے
نارسے بچنے کی صورت کیجئے

ان کے نقشِ پا پہ غیرت کیجئے
آنکھ سے چھپ کر زیارت کیجئے

ان کے حسنِ با ملاحت پہ نثار
شیرۂ جاں کی حلاوت کیجئے

ان کے در پہ جیسے ہو مٹ جایئے
ناتوانو کچھ تو ہمت کیجئے

پھیر دیجئے پنجۂ دیو لعیں
مصطفیٰ کے بل پہ طاقت کیجئے

ڈوب کر یادِ لبِ شاداب میں
آبِ کوثر کی سباحت کیجئے

یادِ قامت کرتے اُٹھیے قبر سے
جانِ محشر پر قیامت کیجئے

ان کے در پر بیٹھے بن کر فقیر — بے نواؤ فکر ثروت کیجئے
جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا — ایسے پیارے سے محبت کیجئے
حیّ باقی جس کی کرتا ہے ثنا — مرتے دم تک اس کی مدحت کیجئے
عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں — صدقے اس بازو پہ قوت کیجئے
نیم وا طیبہ کے پھولوں پر ہو آنکھ — بلبلو پاس نزاکت کیجئے
سر سے گرتا ہے ابھی بارِ گناہ — خم ذرا فرقِ ارادت کیجئے
آنکھ تو اٹھتی نہیں دیں کیا جواب — ہم پہ بے پرسش ہی رحمت کیجئے
عذر بدتر از گنہ کا ذکر کیا — بے سبب ہم پر عنایت کیجئے
نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا — مفلسو سامانِ دولت کیجئے
ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں — صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے
مَنْ رَاٰنِی قَدْ رَاَی الْحَق جو کہے — کیا بیاں اُس کی حقیقت کیجئے
عالمِ علمِ دو عالم ہیں حضور — آپ سے کیا عرضِ حاجت کیجئے
آپ سلطانِ جہاں ہم بے نوا — یاد ہم کو وقتِ نعمت کیجئے
تجھ سے کیا کیا اے مرے طیبہ کے چاند — ظلمتِ غم کی شکایت کیجئے
دربدر کب تک پھریں خستہ خراب — طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے
ہر برس وہ قافلوں کی دھوم دھام — آہ سنیئے اور غفلت کیجئے
پھر پلٹ کر منہ نہ اس جانب کیا — سچ ہے اور دعوائے الفت کیجئے
اقربا حُبّ وطن بے ہمّتی — آہ کس کس کی شکایت کیجئے
اب تو آقا منہ دکھانے کا نہیں — کس طرح رفعِ ندامت کیجئے

اپنے ہاتھوں خود لٹا بیٹھے میں گھر
کس پہ دعوائے بضاعت کیجئے

کس سے کہئے کیا کیا کیا ہو گیا
خود ہی اپنے پر ملامت کیجئے

عرض کا بھی اب تو منہ پڑتا نہیں
کیا علاجِ دردِ فرقت کیجئے

اپنی اک میٹھی نظر کے شہد سے
چارۂ زہرِ مصیبت کیجئے

دے خدا ہمت کہ یہ جانِ حزیں
آپ پر واریں وہ صورت کیجئے

آپ ہم سے بڑھ کے ہم پر مہرباں
ہم کریں جرم آپ رحمت کیجئے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے

---

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروّت کیجئے

ذکر اُن کا چھیڑئے ہر بات میں
چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے

مثلِ فارس زلزلے ہو نجد میں
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بیدینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

کیجئے چرچا اُنہیں کا صبح و شام
جانِ کافر پر قیامت کیجئے

آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہہ
ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے

حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب
اب شفاعت بالمحبّت کیجئے

اذن کب کا مل چکا اب تو حضور
ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے

ملحدوں کا شک نکل جائے حضور
جانبِ مہ پھر اشارت کیجئے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب
اُس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

ظالمو، محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے

والضحٰی حجرات الم نشرح سے پھر مومنو اتمامِ حجّت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے التجا و استعانت کیجئے

یا رسول اللہ دُہائی آپ کی گوشمالِ اہلِ بدعت کیجئے

غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے زندہ پھر یہ پاک ملّت کیجئے

یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہٰی اولیا کو حکمِ نصرت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں

ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

# حاضری بارگاہ بہیں جاہ ۱۳

## وصل اوّل رنگ علمی

### حضور جان نو

۱۳۳۴ھ

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے
ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے

کس خاکِ پاک کی تو بنی خاک پا شفا
تجھ کو قسم جنابِ مسیحا کے سر کی ہے

آبِ حیات روح ہے زرقا کی بوند بوند
اکسیر اعظم مس دل خاک در کی ہے

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں یوں ہی سنا کیے
ہر بار دی وہ امن کہ غیرت حضر کی ہے

وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی
پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

ماہِ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے!
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

مَنْ زَارَ تُرْبَتِی وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِی
اُن پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے

---

لہ مدینہ طیبہ کی نہر مبارک کا نام ہے ۱۲ ؎ حدیث میں فرمایا ہے من زار قبری وجبت لہٗ شفاعتی
جو میرے مزار پاک کی زیارت کرے اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو جائے ۱۲ ؎ جمع بشارت ۱۲

اُس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت[1] کدھر کی ہے

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظِل
روشن اُنہیں کے عکس سے پتلی[2] حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل[3] و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

مولیٰ[4] علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر[5] کی ہے

صدیق[6] بلکہ غار میں جان اُس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض غرر[7] کی ہے

---

[1] نہضت کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہونا ۱۲ [2] یعنی سنگ اسود کو سیاہ رنگ کا پتھر کعبہ معظمہ میں نصب ہے آنکھ کی پتلی سے مشابہ ہے ۱۲ [3] کعبہ معظمہ خلیل علیہ الصلوٰہ والسلام نے بنایا اور منیٰ مکہ معظمہ سے تین میل پر وہ بستی ہے جہاں قربانی ہوتی ہے اور تین جگہ شیطان کو سنگریزے مارے جاتے ہیں - یہ دونوں باتیں بھی اس مقام میں سنت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ۱۲

[4] خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا مولیٰ علی نے نماز نہ پڑھی تھی - آنکھ سے دیکھتے رہے کہ وقت جاتا ہے - مگر صرف اس خیال سے کہ زانو سرکاوں تو شاید حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب مبارک میں خلل آئے جنبش نہ کی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا ۱۲ [5] خطر بمعنی شرف نماز عصر صلوٰۃ وسطیٰ ہے کہ سب نمازوں افضل و اعلیٰ ہے ۱۲ [6] اس کا اشارہ نیند کی طرف ہے - یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیند پر اپنی جان قربان کر دی کہ غار ثور کے سوراخ میں اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیے - ایک سوراخ باقی رہا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا - حضور نے ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا - اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت اقدس رہتا تھا - اپنا سر صدیق کے پاؤں پر ملا - انھوں نے اس خیال سے کہ جان جائے محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے - پاؤں نہ ہٹایا آخر اُس نے پاؤں میں کاٹ لیا - ہر سال وہ زہر عود کرتا - آخر اُسی سے شہادت پائی ۱۲ [7] غرر بالضم جمع اغر بمعنی روشن تر یعنی جان کا رکھنا سب فرضوں سے زیادہ مہم ہے - صدیق نے خواب اقدس کے مقابل اس کا بھی خیال نہ کیا -

ہاں تو نے اُن کو جان اُنہیں پھیر دی نماز ¹
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی ² اُس تاجور کی ہے

شرِ خیر ³ شور سور شرر دور نار نور
بشریٰ کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ⁴ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم
نجدی نہ آئے اُس کو یہ منزل خطر کی ہے

تُف نجدیت نہ کفر نہ اسلام سب پہ حرف
کافر اِدھر کی ہے نہ اُدھر کی اُدھر کی ہے

حاکم حکیم ⁵ داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

---

لے چشم اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا حضور نے حکم دیا فوراً ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا عصر کا وقت ہو گیا مولیٰ علی نے نماز ادا کی آفتاب ڈوب گیا اور جب صدیق اکبرؓ کے آنسو چہرۂ اقدس پر گرے چشم مبارک کھلی صدیق اکبر نے حال عرض کیا لعاب دوہن اقدس لگا دیا فوراً آرام ہو گیا بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی ٢ے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بندگی یعنی خدمت و غلامی بھی خدا ہی کا فرض ہے مگر یہ فرض سب فرائض سے اعظم و اہم ہے جیسا کہ صدیق اکبرؓ اور مولیٰ علی نے عمل کر کے جتا دیا اور اللہ و رسول نے اسے مقبول رکھا۔ ٣ے یعنی یہاں حاضر ہو کر شر غیر سے بدل جاتا ہے اور غم و الم کا شور سور یعنی خوشی و شادی ہو جاتا ہے اور غم و گناہ کے شر دور ہو جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ نار یہاں کی حاضری سے نور ہو جاتی ہے یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ ١٢

٤ے قرآن عظیم میں ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الآیہ۔ یعنی اگر وہ جب گناہ کریں اے نبی تیری بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو انکی شفاعت چاہے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں تو قرآن عظیم خود گنہگاروں کو اپنے حبیب کے دربار میں بلا رہا ہے اور کریموں کی یہ شان نہیں کہ اپنے در پر بلا کر رد کر دیں ١٢ ٥ے حکام مستغیث کو داد دیتے ہیں حکیم مریض کو دوا دیتے ہیں، وہابی بھی ان باتوں کو مانتے ہیں مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور کچھ دیتے نہیں اگر غیر خدا سے کچھ مانگنا شرک ہے تو حاکم و حکیم سے دوا یا داد کا مانگنا کیوں نہ شرک ہوا اور اگر واسطہ عطائے خدا جان کر ان سے مانگنا شرک نہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا کیوں شرک ہوا۔ یہ ناپاک فرق کونسی آیت و حدیث میں ہے۔

شکلِ بشر میں نورِ الٰہی اگر نہ ہو — کیا اُس قدر خمیرۂ ماء و مدر کی ہے

نور الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی — جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو[1] — واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے — حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر[2] کی ہے

مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے — تخمِ کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے

ان کی نبوّت ان کی ابوّت[3] ہے سب کو عام — اُمّ البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے

ظاہر[4] میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل — اُس گُل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے

پہلے ہو ان کی یاد کہ پائے جلا نماز — یہ کہتی ہے اذان جو پچھلے پہر کی ہے

---

۱ے ہنود کے جوگی اور یہود و نصاریٰ کے راہب بھی اپنے زعم میں یاد خدا کرتے ہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے الگ ہو کر۔ لہٰذا جہنمی ہوئے ۱۲ ۲ے ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ دنیا میں اور آخرت میں ظاہر میں اور باطن میں جسم میں اور روح میں جو نعمت جو برکت جو خوبی روز اول سے ابد الآباد تک جسے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی اس سبب میں واسطہ و قاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضور کے ہاتھ سے ملیں اور ملتی ہیں اور ملیں گی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انا قاسم واللہ المعطی۔ دینے والا خدا ہے اور بانٹنے والا میں۔ اس کا مفصل بیان مصنف کے رسالہ سلطنۃ المصطفےٰ فی ملکوت کل الوریٰ میں ہے ۳ے علما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کے پدر معنوی ہیں کہ سب کچھ انہیں کے نور سے پیدا ہوا۔ اسی لیے حضور کا نام پاک ابو الارواح ہے تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ صورت میں حضور کے باپ ہیں مگر حقیقت میں وہ بھی حضور کے بیٹے ہیں تو ام البشر یعنی حضرت حوا حضور ہی کے پسر آدم کی عروس ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ۴ے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضور کو یاد کرتے تو یوں کہتے یا ابنی صورۃ و ابائی معنی اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ ۵ے دونوں حرم شریف میں تہجد کے وقت سے موذن مناروں پر جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام باواز بلند عرض کرتے رہتے ہیں تو نماز صبح سے پہلے حضور کی یاد ہوتی ہے جس سے نماز جلا پاتی ہے جیسے فرض سے پہلے سنتیں

دنیا، مزار، حشر جہاں ہیں غفور ہیں ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

ان پر درود جن کو کس بیکساں کہیں ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام یہ بارگاہ مالکِ جن و بشر کی ہے

شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام خوبی انہیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے

سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام تملیک انہیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے

سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے

عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام ملجا یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے

شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام راحت انہیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے

خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے

سب خشک و تر سلام کی حاضر ہیں السلام یہ جلوہ گاہ مالکِ ہر خشک و تر کی ہے

سب کرّ و فر سلام کو حاضر ہیں السلام ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کرّ و فر کی ہے

اہلِ نظر سلام کو حاضر ہیں السلام یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہلِ نظر کی ہے

---

۱؎ غفور بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ہے جس کی طرف توریت میں اشارہ ہے ۱۲

۲؎ چاند کی ۲۸ منزلوں سے پندرھویں منزل کا نام غفر ہے ۱۲ ۔

آنسو بہا کے بہ گئے کالے گنہ کے ڈھیر
ہاتھی ڈوباؤ جھیل یہاں چشم تر کی ہے

تیری[1] قضا خلیفہ احکام ذی الجلال
تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے

یہ پیاری پیاری کیاری[2] ترے خانہ باغ کی
سرد اس کی آب و تاب سے آتش سقر کی ہے

جنت[3] میں آ کے نار میں جاتا نہیں کوئی
شکرِ خدا نوید نجات و ظفر کی ہے

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لَا نَہَر[4] کی ہے

دامن کا واسطہ مجھے اس دھوپ سے بچا
مجھکو تو شاق جاڑوں میں اس دوپہر کی ہے

ماں دونوں بھائی بیٹے بھتیجے عزیز دوست
سب تجھکو سونپے ملک ہی سب تیرے گھر کی ہے

جن جن مرادوں کیلئے احباب نے کہا
پیش خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے

فضلِ خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی[5] و اثر کی ہے

---

[1] قضا حکم خلیفہ نائب خلیفہ وہ دوست جن میں ہمیشہ دوستی کا حلف ہو گیا ہو [2] قبر انوار و مزار اطہر کے بیچ میں جو زمین ہے اُس کی نسبت ارشاد فرمایا کہ روضة من ریاض الجنة جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے ۱۲

[3] اللہ اور رسول کے کرم پر بھروسہ کرکے ایک مدلل تمنا ہے یعنی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ یہ مقام جنت کی کیاری ہے اور اللہ و رسول نے محض اپنے کرم سے محتاجوں کو یہاں جگہ دی یہاں نمازیں پڑھنی نصیب کیں تو بحمد اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہوئے اور جنت میں جا کر پھر کوئی نار میں نہیں جاتا تو امید ہے کہ اب ہم نار کا منہ نہ دیکھیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ

[4] پہلے مصرعہ میں آیت بالمؤمنین رؤف رحیم کی طرف تلمیح تھی یہاں وَ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ کی طرف اشارہ ہے یعنی سائل کو نہ جھڑک لا نہر کے یہ معنی کہ جھڑک نہیں - ہر کلمہ ثلاثی حلقی العین مثل شعر دنہر وبعر دزہر تسکین و تحریک عین دونوں مطرد ہیں ۱۲ [5] وحی سے مراد بدلیل مقابلہ وحی غیر متلو احادیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اثر اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع[1]
مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

ان پر کتاب اُتری[2] بیاناً لکل شیٔ
تفصیل جس میں[3] ما عبر و ما غبر کی ہے

آگے رہی عطا وہ بقدرِ طلب تو کیا
عادت یہاں اُمید سے بھی بیشتر کی ہے

بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں
مانگے سے جو ملے کسے فہم اُس قدر کی ہے

احباب اس سے بڑھ کے تو شاید نہ پائیں عرض
ناکردہ عرض عرض یہ طرزِ دگر کی ہے

دنداں کا نعمت خواں ہوں نہ پایاب ہو گی آب
ندی گلے گلے مرے آب گہر کی ہے

دشتِ حرم میں رہنے دے صیاد اگر تجھے
مٹی عزیز بلبلِ بے بال و پر کی ہے

یا رب رضا نہ احمد پارینہ[4] ہو کے جائے
یہ بارگاہ تیرے حبیبِ اَبَرّ[5] کی ہے

توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بد
تبدیل کر جو خصلتِ بد بیشتر کی ہے

کچھ سُنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشتاق طبع لذّتِ سوزِ جگر کی ہے

---

۱ حدیث میں ہے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھا لی تو میں تمام دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھتا ہوں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو ۱۲ ۲ اشارہ یہ کہ آیہ کریمہ نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیٔ ۔ ہم نے تم پر اتارا قرآن ہر چیز کا روشن بیان ۱۲ ۳ ما عبر جو گزر گیا اور ما غبر جو باقی رہا اشارہ بحدیث فیہ نبا من قبلکم وخبر من بعدکم قرآن میں تم سے اگلوں اور تم سے پچھلوں سب کے احوال کی سب خبر ہے ۱۲ ۴ پارینہ یعنی جیسا سال گزشتہ اشارہ بمصرعۂ من ہماں احمد پارینہ کہ بودم ہستم ۱۲ ۵ بفتحتین و راے مشدّدہ اور سب سے زیادہ احسان کرنے والا ۱۲

# حاضری درگاہ اَبدی پناہ وصل دوم رنگ عشقی

۲۴ ھ ۱۳

بھینی سُہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے
چبھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے

ڈالیں ہری ہری ہیں تو بالیں بھری بھری
کشتِ اَمل[1] پری ہے یہ بارش کدھر کی ہے

ہم جائیں اور قدم سے لپٹ کر حرم کہے
سونپا خدا کو تجھ کو یہ عظمت سفر کی ہے

ہم گردِ کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج وہ
ہم پر نثار[2] ہے یہ ارادت کدھر کی ہے

کالک جبیں کی سجدۂ در سے چھڑاؤ گے
مجھ کو بھی لے چلو یہ تمنّا حجر کی ہے

ڈوبا ہوا ہے شوق میں زمزم اور آنکھ سے
جھالے برس رہے ہیں یہ حسرت کدھر کی ہے

برسا کہ جانے والوں پہ گوہر کروں نثار
ابرِ کرم سے عرض یہ میزابِ زر کی ہے

آغوشِ شوق کھولے ہے جنکے لیے حطیم[3]
وہ پھر کے دیکھتے نہیں یہ دُھن کدھر کی ہے

---

[1] امل بفتحتیں امید و آرزو پری یعنی خوب صورت و خوش نما ۱۲ [2] بارہا ثابت ہوا کہ کعبہ معظمہ نے مقبولانِ بارگاہِ عزت گدایانِ سرکارِ رسالت کے گرد طواف کیا ہے۔ حدیث میں ہے مسلمانوں کی حرمت اللہ کے نزدیک کعبہ معظمہ کی حرمت سے زیادہ ہے۔ [3] کعبہ معظمہ کی دیوارِ شمالی پر حطیم کی طرف جو خالص سونے کا پرنالہ لگا ہے اسے میزابِ زر کہتے ہیں۔ [4] زمانہ جاہلیت میں قریش نے بنائے کعبہ معظمہ کی تجدید کی تھی کمی خرچ کے باعث چند گز زمین شمال کی طرف چھوڑ کر دیواریں اٹھا دیں وہ زمین اصل میں کعبہ معظمہ ہی کی ہے اس کے گرد قوسی شکل پر کمتر بلند ایک دیوار کھینچدی گئی ہے اور دونوں طرف سے جانے کی راہ رکھی ہے اس ٹکڑے کو حطیم کہتے ہیں یہ بالکل آغوش کی شکل پر ہے۔

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جان نو
یہ راہِ جانفزا مرے مولیٰ کے در کی ہے

گھڑیاں گنی ہیں برسوں کی یہ سُبْ[۱] گھڑی پھری
مر مر کے پھر یہ سل مرے سینے سے سرکی ہے

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضعِ سر کی ہے

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک گھر کی ہے

عشاق[۲] روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے

یہ[۳] گھر یہ در ہے اُس کا جو گھر در سے پاک ہے
مژدہ ہو بے گھرو کہ صلا اچھے گھر کی ہے

---

۱ سُب بضم سین و سکون بائے موحدہ زبان ہندی میں بمعنی نیک و سعید سبھ گھڑی ساعتِ سعید ۱۲ ۲ اس شعر کے دو معنی ہیں ایک ظاہری یعنی عاشقان روضہ کا اپنا جی تو چاہتا تھا کہ روضہ اطہر کی طرف سجدہ کا حکم ہو مگر شرع مطہر نے اس سے منع فرمایا اور کعبہ معظمہ قبلہ قرار پایا تو بتعمیل حکم کعبہ مکرمہ ہی کی طرف سجدہ میں جھکے۔ مگر دل کی خواہش سے خدا کو خبر ہے تو اس وقت گویا ان کی وہ حالت ہے جو ۱۶ مہینے بیت المقدس کی طرف حکم سجود ہونے میں مسلمانوں کی حالت تھی کہ بہ تعمیل حکم بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے اور دلمیں خواہش یہی تھی کہ مکہ معظمہ قبلہ کر دیا جائے قال اللہ تعالیٰ فلنولینّک قبلۃً ترضٰہا اس تقدیر پر نیت بمعنی رغبت و خواہش ہے۔ دوسرے معنی وہ کہ عاشقان روضہ کا سجدہ اگرچہ صورۃً سوئے حرم ہے مگر نیت کا حال خدا جانتا ہے کہ وہ کسی وقت اسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے وہ خوب جانتے ہیں کہ ع کعبہ بھی ہے انھیں کی تجلی کا ایک ظل۔ کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا تو حقیقت کعبہ وہ جلوۂ محمدیہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے وہی روح قبلہ اور اسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے۔ انتہایا در ہے کہ حقیقت محمدیہ ہماری شریعت کعبہ میں مسجود الیہا ہے اور اگلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی کی مسجود لہا تھی۔ ملائکہ و یعقوب و ابنائے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی کو سجدہ کیا آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے ۱۲

۳ یعنی روضۂ پرنور تجلی الٰہی کا گھر عطائے الٰہی دروازہ ہے کہ اللہ عز و جل کے ظل اول و اتم و اکمل و خلیفہ مطلق قاسم ہر نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما ہیں۔

محبوبِ ربِّ عرش ہے اس سبز قبہ میں — پہلو میں جلوہ گاہ عتیق[1] و عمر کی ہے
چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود — بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش دُرر کی ہے[2]
سعدین کا قِران ہے پہلوئے ماہ میں — جھُرمُٹ کئے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے[3]
ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام — یوں بندگئ زلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے
جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے — رخصت ہی بارگاہ سے بس اسقدر کی ہے
تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب — بے حکم کب مجال پرندے کو پَر کی ہے
اے وائے بیکسئ تمنا کہ اب اُمید — دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے[4]

---

[1] عتیق بمعنی آزاد و کرم و حسین نام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ [2] مزار پر انوار پہ ستر ہزار فرشتے ہر وقت حاضر وہ کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں ستر ہزار صبح آتے ہیں عصر تک رہتے ہیں عصر کے وقت یہ بدل دیے جاتے ہیں۔ ستر ہزار دوسرے آتے ہیں وہ صبح تک رہتے ہیں یوہیں قیامت تک بدلی ہوگی اور جو ایک آئے وہ دوبارہ نہ آئیں گے کہ منظور سب ملائکہ کو یہاں کی حاضری سے مشرف فرمانا ہے اگر یہ تبدیل نہ ہوتے تو کروڑوں محروم رہ جاتے بدلی یہاں بمعنی تبدیل ہے اور اس سے بطور ایہام معنی ابر و سحاب کی طرف اشارہ کیا اور بدلی میں دُرر یعنی موتیوں کی بارش بتائی جس سے مراد لگاتار درود شریف ہے ۱۲ [3] سعدین دو سیارہ سعید زہرہ و مشتری اور قِران بجز قاف کا ایک درجہ و قیقہ فلک میں جمع ہونا یہاں سعدین سے مراد صدیق و فاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور ماہ قمر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تارے وہی ستر ہزار ملائکہ کہ مزار پُر انوار پر چھائے ہوئے رہتے ہیں ۱۲ -

[4] جو شام کو حاضر ہونے والے تھے اُن کو دن بھر شام کی اُمید لگی تھی کہ شام ہو اور ہم حاضر ہوں جو صبح کو حاضر ہونے والے تھے اُنہیں شب بھر صبح کی آس بندھی ہوئی تھی کہ صبح ہو اور ہم حاضر ہوں ۔ جو ایک بار حاضر ہو چکے ہیں انہیں نہ دن کو ویسی شام کی امید ہے نہ شب کو ویسی صبح کی کہ دوبارہ آنا نہ ہوگا ۱۲ -

یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروڑوں کی آس جائے
اور بارگاہِ مرحمتِ عام تر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

زندہ رہیں تو حاضری بارگہ نصیب
مر جائیں تو حیاتِ ابد عیش گھر کی ہے

مفلس اور ایسے در سے پھرے بے غنی ہوئے
چاندی ہر اک طرح تو یہاں گدیہ گر کی ہے

جاناں پہ تکیہ خاک نہالی ہے دل نہال
ہاں بینواؤ خوب یہ صورت گزر کی ہے

ہیں چتر و تخت سایۂ دیوار و خاکِ در
شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کرّ و فر کی ہے

اس پاک کو میں خاک بسر سر بخاک ہیں
سمجھے ہیں کچھ یہی جو حقیقت بسر[1] کی ہے

کیوں تاجدار و خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے

جار[2] و کشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے
وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

طیبہ[3] میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے

شانِ جمالِ طیبۂ جاناں ہے نفع محض
وسعت جلالِ مکہ میں سود و ضرر کی ہے

کعبہ ہے بے شک انجمن آرا دلہن مگر
ساری بہار دلہنوں میں دولہا کے گھر کی ہے

کعبہ دلہن ہے تربتِ اطہر نئی دلہن
یہ رشکِ آفتاب وہ غیرتِ قمر کی ہے

---

[1] بسر بمعنی گزر خوب بسر ہوتی ہے یعنی خوب گزرتی ہے۔ ۱۲ [2] جار و کش مخفف جاروب کش دونوں سرکاروں میں سلطان روم اعز اللہ نصرہٗ وغیرہ سلاطین اسلام کے چہرے جاروب کشوں میں لکھے ہیں سرکاروں سے اس کی تنخواہ پاتے ہیں ان کا نائب رہتا اور یہ خدمت بجالاتا ہے۔

[3] حدیث میں فرمایا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ بِهَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِهَا تم میں جس سے ہو سکے کہ مدینے میں مرے تو مدینہ ہی میں مرنا کہ جو یہاں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا ۱۲

دونو بنیں سجیلی انیلی بنی مگر — جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور[1] کی ہے

سرِ[2] سبز وصل پہ ہے سیہ پوش ہجر وہ — چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

ما[3] و شما تو کیا کہ خلیلِ جلیل کو — کل دیکھنا کہ اُن سے تمنّا نظر کی ہے

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول — یہ جانیں اُن کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

جو چاہے اُن سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر — زر نا خریدہ ایک کنیز اُن کے گھر کی ہے

رومی غلام دن حبشی باندیاں شبیں — گنتی کنیز زادوں میں شام و سحر کی ہے

اتنا عجب[4] بلندی جنت پہ کس لیے — دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اونچے گھر کی ہے

عرشِ بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ — اُتری ہوئی شبیہہ ترے بام و در کی ہے

وہ خلد جس میں اترے گی ابرار[5] کی برات — ادنیٰ نچھاور اس مرے دولھا کے سر کی ہے

عنبر[6] زمین عنبر ہوا مُشکِ تر غبار — ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگزر کی ہے

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں — ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

---

[1] کنور بزبان ہندی یعنی امیر سردار خوب صورت حسین ۱۲ [2] روضہ اطہر پہ غلاف سبز ہے اور کعبہ معظمہ پر سیاہ ۱۲

[3] صحیح حدیث میں فرمایا کہ روز قیامت تمام خلائق میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ خلیل اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ۱۲

[4] جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے جس کی چھت عرش معلی ہے بعض گدایان بارگاہ اگر تعجب کریں کہ ہم جیسے پست و بے مقدار اور یہ اتنی بلند عطا تو جواب بتایا ہے کہ یہ تمہارے استحقاق ولیاقت کی بنا پر نہیں بلکہ دینے والے کی رحمت وعطا ہے دیکھتے نہیں کہ بھیک کیسے اونچے گھر کی ہے تو اس کی اتنی بلندی کیا عجب ہے ۱۲ [5] ابرار کا مرتبہ مقربین سے بہت کم ہے یہاں تک کہ حسنات الابرار سیّات المقربین ، پھر مقربین میں بھی درجات بے شمار ہیں اور انہیں بھی اعلیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ جو درجے ملیں گے وہ بھی سب حضور ہی کا تصدق ہے - اسی لیے اسے ادنیٰ نچھاور کہا ورنہ جنت میں کچھ ادنیٰ نہیں [6] یعنی جس راہ سے حضور گزر فرمائیں وہاں کی زمین عنبر ہو جاتی ہے ہوا عبیر بن جاتی ہے غبار مشک تر ہو جاتا ہے

مانگیں گے مانگے جائیں گے منھ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا[۱] ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اُف بےحیائیاں کہ یہ منھ اور ترے حضور
ہاں تو کریم ہے تری خو درگزر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں منھ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منھ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگِ بےہنر کی ہے

بابِ عطا تو یہ ہے جو بہکا اِدھر اُدھر
کیسی خرابی اس نگھرے دربدر کی ہے

آباد ایک در ہے ترا اور ترے سوا[۲]
جو بارگاہ دیکھئے غیرت کھنڈر کی ہے

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

گھیرا اندھیریوں نے دہائی ہے چاند کی
تنہا ہوں کالی رات ہے منزل خطر کی ہے

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اِک تری سیدھی نظر کی ہے

ایسے بندھے نصیب کھلے مشکلیں کھلیں
دونوں جہاں میں دُھوم تمہاری کمر کی ہے

جنت نہ دیں، نہ دیں تری رویت ہو خیر سے
[۳]اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے

شربت نہ دیں نہ دیں تو کرے بات لطف سے
یہ شہد ہو تو پھر کسے پروا شکر کی ہے

---

۱ سائل کو نہ ملنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ جس سے مانگا وہ سرے سے انکار کردے یہ تو لا ہوا یعنی نہیں۔ دوسرے یہ کہ شرط پر ٹال دے کہ اگر ہمارے پاس ہوا تو دیں گے یا اگر تم نے فلاں کام کیا تو دیں گے۔ ان کی سرکار میں یہ دونوں باتیں نہیں تو ضرور ہمیں امید ہے کہ ہم مانگیں گے پائیں گے۔ ۲ اولیاءِ کرام کی بارگاہیں حضور ہی کی بارگاہیں ہیں یہی حضور ہی کی کفش برداری سے وہ اولیاء ہوئے اور واسطہ و وسیلہ بنے حتیٰ کہ انبیاء بھی حضور کے ہی طفیلی اور عطائے فیض میں حضور ہی کے نائب ہیں ۳ بظاہر ایک بجز انسانی کی صنعت ہے جنت سے گویا بے غیبی ظاہر کی مگر اس شرط پر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت خیر سے ہو اور یقیناً معلوم ہے کہ جسے حضور کی رویت خیر سے ہوگی جنت اس کے قدموں سے لگی ہوئی ہے پھر محال ہے کہ اسے جنت نہ دیں علاوہ بریں عشاق ہرگز اپنے محبوب کے سوا گل و بلبل شہد و شیر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی
بندوں کنیزوں میں مرے مادر پدر کی ہے
منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
سنکی وہ دیکھ بادِ شفاعت کہ دے ہوا
یہ آبرو رضا ترے دامانِ تر کی ہے

---

## معراجِ نظم نذر گدا بحضور سلطانُ الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا

# در تہنیّتِ شادیِ اسرا

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے سامان عرب کے مہمان کیلیے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنسے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی اُن کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئنے تھے

---

لہ کسی کے دامن کو خشک کرنے کے لیے ہوا دیتے ہیں اور تر دامنی استعارہ ہے گناہ سے یعنی تیرے دامنِ تر کو ہوا دینے کے لیے دیکھ شفاعت کی نسیم چلی والحمد للہ ۱۲۔

نئی دُلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذاتِ بحت سے تھے

خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے

یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آرہا ہے کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑکر حطیم کی گود میں بھرے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخی آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حسنِ تزیین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آتیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

پرانا پرداغ ملگجا تھا دیا فرش چاندنی کا
ہجومِ تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اُس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پرغم دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم

جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے
اُتار کر اُن کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے
وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے
بچا جو تلووں کا اُن کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنھوں نے دولھا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے
خبر یہ تحویلِ مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیبِ تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے
تجلّیِ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کیوا سطے تھے
جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کیا کریں نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے
ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے
عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دم خوردہ کا بھڑکنا
شعاعیں بکے اُڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے
ہجوم اُمید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انھیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

اٹھی جو گردِ رہِ منوّر وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل ابل رہے تھے

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک ان کے رہ گزر کی
اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

بُراق کے نقشِ سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنیٔ اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے

نقاب اُلٹے وہ مہرِ انور جلال رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

یہ جوششِ نور کا اثر تھا کہ آب گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ دھل گیا نامِ ریگِ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

وہ ظلِ رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں

پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این واں سے گزر چکے تھے
جھلک سی اِک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی اُمید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے
روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبو کا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

جلو میں جو مرغ عقل اُڑے تھے عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آگئے تھے
قوی تھے مرغانِ وہم کے پر اُڑے تو اُڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے

سُنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف ترے تھے
یہ سن کے بیخود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں میں آقا
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گردِ قربان ہو رہے تھے
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ مُنہ اپنا دیکھتے تھے

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرورِ ممجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لَنْ تَرَانِیْ کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہدو کہ سر جھکالے گماں سے گزرے گزرنیوالے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغ این و متی کہاں تھا نشان کیف و الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

ادھر سے پیہم تقاضے آنا اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انھیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتہً فعل تھا ادھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلّٰے کے سلسلے تھے

ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحرِ ہُو میں اُبھرا
دنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اتارا

بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے
اٹھے جو قصر دنا کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ہارے تھے

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

کمان امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پر نور میں پڑے تھے

زبان کو انتظار گفتن تو گوش کو حسرت شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے

وہ برج بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

سرورِ مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکئے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکئے
یہ جوش ضدّین تھا کہ پودے کشاکشِ ارّہ کے تلے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے

نبیٔ رحمت شفیع امت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنّا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

---

# رُباعیّات

آتے رہے انبیا کَمَا قِیْلَ لَھُمْ وَالْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام آخر میں ہوئی مہر کہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ

دیگر

شب لحیۂ و شارب ہے رخِ روشن دن گیسو و شب قدر و برات مومن

مژگاں کی صفیں چار ہیں دو ابرو ہیں    وَالْفَجْر کے پہلو میں لَیَالٍ عَشْر

دیگر

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ    اِن سا نہیں انسان وہ انساں ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں    ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

دیگر

بوسہ کہ اصحاب وہ مہر سامی    وہ شانۂ چپ میں اس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبۂ جان و دل میں    سنگ اسود نصیب رکن شامی

دیگر

کعبہ سے اگر تربتِ شہ فاضل ہے    کیوں بائیں طرف اس کے لیے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا    سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقد دل ہے

دیگر

تم جو چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے    کیوں کر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے
للہ اٹھاؤ رخِ روشن سے نقاب    مولیٰ مری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

دیگر

یاں شبہ شبیہ کا گزرنا کیسا    بے مثل کی تمثال سنورنا کیسا
ان کا متعلق ہے ترقی پہ مدام    تصویر کا پھر کہیے اترنا کیسا

دیگر

یہ شہ کی تواضع کا تقاضا ہی نہیں    تصویر کھنچے ان کو گوارا ہی نہیں
معنی ہیں یہ مانی کہ کرم کیا مانے    کھینچنا تو یہاں کسی سے ٹھہرا ہی نہیں